خاکِ پنجاب از دمِ اُو زندہ گشت
صبحِ ما از مہرِ اُو تابندہ گشت

مقالاتِ مجلسِ مذاکرہ

بسلسلہ

۹۵۱ واں عُرسِ مُبارک داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

شعبہ تعلّقاتِ عامہ
محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق محکمہ اوقاف پنجاب محفوظ ہیں

86497

زیرِ نگرانی — عبدالرشید خاں
سیکرٹری و ناظمِ اعلیٰ اوقاف پنجاب

تعداد — ایک ہزار

سالِ اشاعت — صفر المظفر ۱۴۱۶ھ جولائی ۱۹۹۵ء

مطبع — کمبائن پرنٹرز، لاہور

فہرست مقالات

پیش لفظ — جناب عبدالرشید خاں۔ سیکرٹری اوقاف — ۳

خطبہ صدارت — جناب جسٹس ارشاد حسن خان
قائم مقام چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ — ۵

مقالات

۱۔ معجزہ و کرامت کشف المحجوب کی روشنی میں — پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر پرنسپل
اورینٹل کالج و ڈین کلیہ علوم اسلامیہ و شرقیہ — ۸

۲۔ حضرت سید ہجویر بحیثیت داعیٔ امن و محبت — ڈاکٹر محمد افضل ربانی
ڈائریکٹر مذہبی امور اوقاف پنجاب — ۲۲

۳۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کی عظمت و بزرگی حضرت داتا گنج بخش کی نگاہ میں — پروفیسر غلام سرور رانا
صدر شعبہ سیاسیات گورنمنٹ کالج۔ لاہور — ۲۷

۴۔ اولین کتب تصوف میں کشف المحجوب کا مقام — مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی
جامعہ نظامیہ رضویہ۔ لاہور — ۴۵

Marfat.com

بسم اللہ الرّحمنٰ الرّحیم○

پیش لفظ

تبلیغ، اشاعت دین اور اسلامی تعلیمات کا فروغ محکمہ اوقاف کا اہم مقصد ہے۔ محکمہ اس مقصد کی تکمیل کے لیے اپنے تمام وسائل بروئے کار لاتا ہے۔ ایک طرف پنجاب اوقاف اکیڈمی جو علمی، تحقیقی اور طباعتی ادارہ ہے، میں دین کی خدمت کے لیے علمی وفکری کام ہورہا ہے۔ علوم اسلامیہ پر گرانقدر کتابیں شائع کی گئیں اور کی جارہی ہیں۔ ائمہ خطباء اور مؤذنین اوقاف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق تربیت دی جارہی ہے تاکہ وہ جدید دور کے مسائل سے آگاہ ہو کر قرآن وسنت کی روشنی میں ان کا مؤثر حل تلاش کرسکیں۔ دوسری طرف شعبہ تبلیغ کے مبلغین بستیوں، جیلوں، ہسپتالوں اور تعلیمی اداروں میں تبلیغ دین کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ اس شعبے کے تحت اسلامی تعلیمات پر مبنی مختصر کتابچے اور قطعے بھی شائع کیے جاتے ہیں۔ نو مسلم حضرات کو اصولِ دین اور عبادات کی عملی تربیت دی جاتی ہے۔ مرکز معارف اولیاء اوقاف میں پنجاب کے معروف صوفیائے عظام کی مستند و معیاری سوانح و تعلیمات اور ان کی تصانیف کی اشاعت کی جاتی ہے۔ ان تمام کوششوں کے ساتھ ساتھ شعبۂ تعلقات عامہ، محکمہ اوقاف کے زیر تحویل بڑے بڑے مزارات کے صوفیائے عظام کی تعلیمات کو عام کرنے اور ان کی سیرت، شخصیت اور خدمات سے عوام الناس کو آگاہ کرنے کے لیے ان کے عرسوں کے مواقع پر ان کے سوانح و تعلیمات مختصر کتابچوں کی صورت میں شائع کرتا ہے۔

Marfat.com

صوفیائے عظام نے برصغیر پاک وہند کے ظلمت کدوں کو نور اسلام سے منور کیا اور اپنے قول و فعل سے حضور نبی اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ یہ انہی بزرگانِ دین کی بے لوث خدمت اور مخلصانہ مساعی کا نتیجہ تھا کہ برصغیر میں اتنی بڑی تعداد میں لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے اور بیسویں صدی کے وسط میں پاکستان جیسی اسلامی سلطنت معرض وجود میں آئی۔ ان مبلغینِ اسلام کے سوانح و تعلیمات سے عوام کو آگاہ کرنا درحقیقت ان کے عظیم مشن کو زندہ رکھنا ہے۔ زیر نظر کتابچہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، اور برصغیر کی اوّلین اور ممتاز ترین عرفانی شخصیت مخدوم امم حضرت سید علی بن عثمان الہجویری المعروف بہ حضرت داتا گنج بخشؒ کے احوال و آثار اور سیرت و تعلیمات کے بارے میں ہے۔ یہ کتابچہ ایک مجموعہ ہے ان مقالات کا جو معروف دانشور اور علماء کرام آج کی اس مبارک تقریب میں پڑھیں گے۔ محکمہ اوقاف پنجاب، ان کو قارئین کی خدمت میں نہایت مسرت سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

عبدالرشید خاں

سیکرٹری و ناظم اعلیٰ

محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور

۱۴، جولائی ۱۹۹۵ء

Marfat.com

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے ۹۵۱ ویں سالانہ عرس مبارک کے سلسلہ میں مجلسِ مذاکرہ کی تقریب ۱۴ جولائی ۱۹۹۵ء بروز جمعتہ المبارک بعد نمازمغرب تا عشاء بمقام جامع مسجد دربار حضرت داتا گنج بخشؒ، کے موقع پر جناب جسٹس ارشاد حسن خان قائم مقام چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کا

صدارتی خطبہ

بسم اللہ الرّحمنٰ الرّحیمO

جناب علمائے کرام۔ مقررین عظام۔
سامعین وحاضرین گرامی قدر۔

جب مجھے آج کی اس مبارک مجلس مذاکرہ کا پیغام ملا تو میں حیران تھا کہ کہاں میں ناچیز اور کہاں ایسی عظیم ہستی کی بارگاہ سے یہ شفقت و محبت بھرا بُلاوا۔

دوسری طرف دل میں ایک خاص احساس کہ اہلُ اللہ سے وابستگی فائدے سے خالی نہیں ہوتی۔ وہاں سے ملتا ہی ہے۔ ضائع نہیں ہوتا۔

یہ جگہیں اللہ کی رحمت کے میزاب ہیں۔ جو نیازمندی سے آگیا اپنے ہی قلب ورُوح کو انوار سے چمکا گیا۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ بات جب ان کے مبارک الفاظ میں ڈھل کر باہر نکلتی ہے تو کیمیا اثر بن جاتی ہے حالانکہ الفاظ بڑے سیدھے اور سادے ہوتے ہیں۔

اہلِ علم، اہلِ دانش، اہلِ فکر، اہلِ ذکر اور بزرگوں کی اس محفل میں میری کیا حیثیت ہے کہ اس کی کُنہ یا حقیقت بیان کر سکوں البتہ یہ عرض کروں گا کہ ان پاک

Marfat.com

ہستیوں نے بات، کرنے کو بھی ایک ڈھنگ۔ ایک سلیقہ۔ ایک قرینہ عطا کر دیا تھا۔

ان کی باتیں سچی بھی تھیں اور سچّی بھی۔ دو ٹوک ہر لوچ پوچ سے پاک۔ حق کے مطابق۔ حق کی حفاظت کے لئے۔ حق پر مبنی۔ دلداری والی دل آزاری سے پاک۔ اصلاح والی ہر طعنہ تشنیع سے پاک۔ ٹوٹے دِلوں کو جوڑنے والی ہر گلے شکوے سے پاک۔

کوئی یہ نہ کہے کہ وہ تو کسی کالج یا سکول میں نہیں گئے تھے اس لئے ان کی باتیں تہذیب و تمدّن والی نہ ہوں گی۔ ایسا نہیں بلکہ تہذیب و تمدّن تو ان کے اقوال کے سامنے سرنگوں نظر آتے ہیں۔ وہ الفاظ کے حروف اور رُوح دونوں کا آہنگ جانتے تھے۔

ذکرُاللہ نے ان کو ایک طرف اللہ کے سچے بندے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے تابع فرمان بنا دیا تھا تو دوسری طرف ان میں جذبۂ خدمتِ خلق صحیح معنوں میں پورے خلوص کے ساتھ موجزن تھا۔ وہ ہر آدمی کا احترام کرتے تھے۔ ان کے دروازے شاہ و گدا کی تمیز کے بغیر سب کے لئے یکساں اور ہر وقت کھلے تھے۔ وہ ہر مریض کے لئے مرہم و شفاء رکھتے تھے۔ ظاہر کا روگ ہو یا باطن کا ان کی نظرِ کرم دونوں کو ٹھیک کر دیتی تھی۔

ان کے ہاں دشمنی نہیں پیار تھا۔
ان کے ہاں حسد بغض اور کینہ نہیں بلکہ ہمدردی اور خیر خواہی تھی۔
ان کے ہاں تعمیلِ حکم پہلا ادب تھا۔
عاجزی و انکساری دوسرا ادب تھا۔

دوسروں کے لیے ایثار تیسرا ادب تھا۔
وہ لوگ صحیح معنوں میں صراطِ مستقیم پر تھے۔

Marfat.com

وہی سیدھا راستہ جو بندوں کو ان کے رب سے ملا دیتا ہے۔

وہ نفس اور شیطان کی ہر چال سے واقف تھے، انہوں نے صبر و ضبط اور توکل کو اپنا کر ان دونوں کو رام کر لیا تھا۔

وہ دنیا میں رہ کر دنیا سے کنارہ کش اس طرح تھے کہ اپنے ذاتی مفادات و خواہشات کو ترک کر کے دوسروں کی بگڑی سنوارتے تھے۔

اگر وہ لوگوں سے ملتے جلتے ہی نا تو لاکھوں انسان کیسے ان کی تعلیم و تربیت سے فیض پاتے۔ وہ لوگوں سے ملتے تھے مگر دل اللہ سے لگائے رکھتے تھے۔

ولایت تو نام ہی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کا ہے۔ انہوں نے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی کام نہیں کیا۔

ان کا رزق حلال کا تھا۔ انہوں نے شادیاں کیں۔ ان کے بال بچے ہوئے۔ انہوں نے وعظ و تلقین کی۔ وہ صبح کے مجاہد اور راتوں کو سجدہ ریز رہنے والے تھے۔

انہوں نے دُور دراز کے سفر کئے۔ یہ سب باتیں بتاتی ہیں کہ صوفی اور جوگی میں فرق ہے۔ صوفی اور راہب میں فرق ہے۔

صوفی شریعت سے باہر قدم نہیں رکھتا۔ شریعت ہی دین ہے اور دین نام ہے دوسروں کی خیر خواہی کا۔

حضرات! باب لمبی ہو گئی۔ آپ اہلِ علم کے مقالے بڑے پُرمغز تھے۔ اللہ تعالیٰ زبان و قلم کے زور کو اور زیادہ کرے اور ہمیں نیک باتوں پر عمل کی توفیق بخشے۔ ساری بات نیت کی ہے۔ نیت ہی سے ہر عمل میں وزن ہے۔ میری دعا ہے

گنج عرفانِ الٰہی نیز گنجِ عافیت
کن عطا یا رب بایں مسکین بنامِ گنج بخش

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

معجزہ و کرامت کشف المحجوب کی روشنی میں

ہمارا یہ موضوع جہاں نازک ہے وہاں بے حد اہم بھی ہے۔ نازک تو اس لئے ہے کہ اس موضوع کا صحیح فہم و ادراک نزاکت فکر اور باریک بینی کا محتاج ہے اور اس کا تعلق عقائد اسلام کے ایک نہائت ہی پُرپیچ اور تکنیکی پہلو سے ہے۔ رہی اہمیت تو وہ بھی عیاں را چہ بیاں کے مترادف ہے۔ اس کا تعلق دینِ حق کی اساسیات و مبادیات یعنی انبیائے کرام علیہم السلام کی نبوت اور رسالت اور پھر ان کی اُمتوں کے بزرگوں کی عظمت و احترام سے ہے۔ چنانچہ معجزات کا تعلق اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ و فرستادہ بندوں یعنی نبیوں اور رسولوں سے ہے جبکہ کرامات کا تعلق خدائے بزرگ و برتر کے ان نیک بندوں سے ہے جو ان نبیوں اور رسولوں کی اُمتوں میں ہوتے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخشؒ نے اپنی کتاب نادر و مستطاب کشف المحجوب میں معجزات و کرامات کی بحث کے ضمن میں جہاں موضوع کی وسعتوں کو سمیٹا اور اس کی گہرائیوں کو اُجاگر فرمایا ہے وہاں آپ نے بعض الفاظ کی تشریح و توضیح بھی کی ہے۔ یہ تمام حقائق جہاں معارف شریعت پر سید ہجویرؒ کی گہری و وسیع نظر کی دلیل ہیں وہاں لغت عرب اور مصطلحاتِ دین پر ان کے عبورِ کامل کا بھی ثبوت ہیں۔

سید ہجویرؒ اپنی بات کا آغاز کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ طریقت تصوف کی اساس اور بنیاد ولایت کے اثبات پر موقوف ہے اس لئے تمام طرق صوفیہ اور مشائخِ طریقت اس بات پر متفق ہیں البتہ بعض فروعی مسائل اور توضیحات میں

Marfat.com

اختلاف رائے موجود ہے(۱) لفظ ولایت کے لغوی معنی اور اس کا اصطلاحی مفہوم بھی چونکہ اہم اور ضروری تھا اس لئے آپ نے اس پر توجہ دینا بھی لازمی تصور فرمایا۔ لیکن یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت داتا صاحبؒ کا دور عربی لغت نویسی کا ابتدائی دور تھا۔ عربی زبان وادب کی دنیا ابھی تک خلیل بن احمد کی کتاب العین اور ابن درید کی کتاب الجمہرۃ فی اللغۃ کی بھول بھلیوں سے پوری طرح نکل نہیں پائی تھی اور اسماعیل الجوہری کی تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ (جو عام طور پر الصحاح للجوہری کے نام سے مشہور ہے) ابھی تک پوری طرح رواج نہ پا سکی تھی۔(۲) مگر بایں ہمہ حضرت داتا گنج بخشؒ اس ضمن میں جب عربی زبان کے بعض الفاظ کی لغوی بحث شروع کرتے ہیں تو آگاہی رکھنے والے اہل علم و فضل یہ یقین حاصل کئے بغیر نہیں رہتے کہ سید ہجویریؒ بلاشبہ سید العرب بھی ہیں اور اپنے آباؤ اجداد کی زبان کے نشیب و فراز سے بھی پوری طرح آگاہ ہیں۔ ولایت کے علاوہ ولی، نبی و نبوت، رسول و رسالت اور معجزہ و کرامت جیسے متعدد عربی الفاظ کا تذکرہ اور تشریح کشف المحجوب میں ملتی ہے۔(۳)

فرماتے ہیں کہ ولایت (واؤ کی زبر کے ساتھ) اس تصرف و اختیار کو کہتے ہیں جو حق تعالیٰ شانہ کو زیبا ہے جبکہ لفظ ولایت (واؤ کی زیر یعنی کسرہ کے ساتھ ہو تو اس کے معنی ہیں) امارت و اقتدار، تاہم یہ دونوں (یعنی لفظ ولایت واؤ مفتوح اور مکسور کے ساتھ) صیغہ وُلِیتُ (مجھے والی یا ولی بنایا گیا) کے مصدر ہیں۔(۴) بعد کے لغت نویس مثلاً علامہ مجدالدین فیروز آبادی صاحب القاموس، ابن منظور صاحب لسان العرب اور ابوبکر زبیدی صاحب تاج العروس وغیرہ نے اس لفظ کی تشریح و توضیح میں یہی باتیں لکھی ہیں اور صرف یہ اضافہ کیا ہے کہ ولایت بفتح واؤ ہو تو اس کے معنی نصرت، امداد، نسب اور قرابت کے ہوتے ہیں، دوستی اور محبت کے معنی بھی لئے جاتے ہیں لیکن جب ولایت بکسر واؤ ہو تو اس کے معنی ہیں امارت

Marfat.com

(یعنی امیر و حاکم بننا)، اقتدار و حکومت، سرپرستی۔ ولی کا لفظ ولایت بفتح واؤ سے مشتق ہے جبکہ والی کا لفظ ولایت بکسر واؤ سے نکلا ہے، ولی کی جمع اولیاء اور والی کی جمع وُلات آتی ہے۔(۵)

سید ہجویریؒ کا یہ قول دلچسپ مطالعہ کی دعوت دیتا ہے کہ:

"وچوں چنیں بود باید کہ دو لغت بود چوں دلالت و دلالت و نیز ولایت ربوبیت بود" یعنی جب بات یوں ہو تو پھر ہونا یہ چاہیے کہ یہ دو الگ الگ لفظ ہوں اور ولایت کے ایک معنی ربوبیت (یعنی رب ہونا، پروردگار ہونا) بھی ہیں"۔(۶)

یہاں تین دلچسپ باتیں سامنے آتی ہیں ایک تو یہ کہ حضرت داتا صاحبؒ اھل لغات و معاجم کا عمومی انداز اختیار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جو ایک غیر معروف اور نامانوس لفظ کے تلفظ کی وضاحت کے لئے معروف اور مانوس لفظ کا سہارا لیا کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ غزنوی عہد کے عربی و فارسی کے اھل علم و فضل لفظ دلالت کے دونوں قسم کے تلفظ سے پوری طرح مانوس تھے اور انہیں معلوم تھا کہ جس طرح دلالت (بفتح دال) بمعنی ارشاد و رہنمائی کرنا، کسی لفظ کا ایک خاص معنی یا مفہوم دینا اور دلالت (بکسر دال) بمعنی دلالی کرنا یا رہنمائی کی اُجرت لینا ان کے ہاں عام مستعمل و مروج تھے۔ اسی طرح لفظ ولایت بھی واؤ کی زبر اور زیر کے ساتھ الگ الگ معنی و مفہوم رکھتا ہے اور تلفظ میں بھی دلالت کی طرح کا فرق ولایت میں بھی موجود ہے۔ یہ انداز صرف وہی شخص اختیار کرسکتا ہے جو لغتِ عرب کا ماہر ہو اور لفظ و معنی کے تمام نشیب و فراز جانتا ہو۔

دوسری دلچسپ بات یہ ہے کہ مثال کے لئے سید ہجویریؒ دلالت کے علاوہ کوئی اور لفظ بھی منتخب کرسکتے تھے مثلاً صناعت یا تجارت لیکن آپ نے ولایت کا ہم پلہ لفظ چُنا کیونکہ ولایت اور دلالت میں کامل مشابہت نظر آتی ہے، صرف لام

Marfat.com

اور یاء کا فرق ہے۔ اس تجانس لفظی و حرفی کو صرف اہل ذوق ہی سمجھ سکتے ہیں جو عربی اور فارسی کے خطی نسخوں میں تصحیف و تحریف کے مناظر سے آگاہ ہوں۔

تیسری دلچسپی کی بات یہ ہے کہ ولایت اور دلالت دونوں لفظوں کے دو الگ الگ تلفظ بھی ہیں اور معنی بھی مگر تلفظ اور معنی کا یہ اختلاف اپنے اندر ایسی مقاربت و مجانست بھی رکھتا ہے کہ یہ اختلاف دراصل اتفاق ہی کی ایک فروعی شکل بن جاتی ہے۔

لفظ ولی کی جو تشریح و توضیح سید ہجویرؒ بیان فرماتے ہیں بے حد دلچسپ اور دعوت فکر کا درجہ رکھتی ہے۔ فرماتے ہیں۔(۷) اما ولی روا باشد کہ فعیل بود بمعنی مفعول چنانکہ خداوند تعالیٰ گفت "وھو یتولی الصالحین" کہ خدائے تعالیٰ بندۂ خود را بافعال و اوصاف وی نگذارد و اندر کنف حفظ خویش بدارد وروا باشد کہ فعیل بمعنی فعیل باشد بمعنی مبالغت اندر فاعل کہ بندہ تولی بطاعت وی کند واز غیر وی اعراض کند۔ ایں یکی مرید باشد و آں دیگری مراد وایں جملہ معانی از حق یا بندہ واز بندہ بحق روا بود از آنچہ روا باشد کہ خدائے تعالیٰ ناصر دوستانِ خود باشد از آنچہ وعدہ کرد خداوند مر ادوستان خود را از صحابہ پیغمبر ﷺ و گفت "الاان نصر اللہ قریب" و نیز گفت "و ان الکافرین لامولی لھم" ای لاناصر لھم چوں کنارا ناصر نبود لامحالہ مومناں را ناصر بود یعنی جہاں تک لفظ ولی کا تعلق ہے تو ہوسکتا ہے کہ یہ لفظ صفت مشبہ فعیل کے وزن پر ہو اور مفعول کے معنی دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ صالح لوگوں کا سرپرست ہے یعنی خدا تعالیٰ اپنے بندے کو اس کے اپنے افعال و اوصاف کے سپرد نہیں کر چھوڑتا بلکہ اپنے سایہ حافظت میں محفوظ رکھتا ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں (ولی) فعیل کے وزن پر فاعل کے معنی میں مبالغہ پیدا کرنے کے لئے ہو یعنی بندہ اپنے رب کی اطاعت سے اس کا دوست اور محبوب ہو جائے اور غیر اللہ سے اعراض کرے۔ یہ ایک یعنی بندہ تو مرید بن جائے اور دہ دوسرا یعنی رب مراد

Marfat.com

ٹھہرے۔ یہ تمام باتیں بندے کو حق تعالیٰ سے میسر آجائیں اور بندے سے حق تعالیٰ کے لئے بھی جائز ٹھہریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کا ناصر و مددگار ہوتا ہے جیسا کہ اس نے اصحاب پیغمبر ﷺ میں سے اپنے دوستوں سے یہ وعدہ فرمایا کہ آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہے اور اس نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کافروں کا تو کوئی مولی و مددگار نہیں ہے یعنی ان کا حامی و ناصر کوئی نہیں تو جب کفار کا ناصر و مددگار نہیں تو لامحالہ مومنوں کا ناصر و مددگار ہوگا۔"

عرب اہل لغت نے بھی ولی کے معنی ناصر، نصیر (یعنی مددگار)، تابع اور فرماں بردار، دوست اور محبت (صدیق و محب) کرنے والا بتائے ہیں۔(۸) اولیاء اللہ میں بھی یہ تمام اوصاف و معانی جھلکتے نظر آتے ہیں، نسفی نے ولی اور اس کی کرامات کے ضمن میں لکھا ہے کہ "و کرامات اولیاء حق والولی ھو العارف باللہ تعالیٰ و صفاتہ بحسب ما یمکن" یعنی اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں اور ولی وہ ہستی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کا جیسے بھی ممکن ہو علم و معرفت رکھتا ہو۔ ولی کی دوسری صفت یہ لکھتے ہیں کہ "المواظب علی الطاعۃ" یعنی وہ اطاعت الہی پر ہمیشہ کاربند رہنے والا ہوتا ہے۔ تیسری صفت "المجتنب عن المعاصی" یعنی گناہوں اور نافرمانیوں سے اجتناب کرنے والا ہوتا ہے اور چوتھی صفت المعرض الانہماک فی اللذات والشھوات یعنی وہ لذات اور شہوات میں انہماک سے اعراض کرنے والا ہوتا ہے۔(۹) یوں گویا ولی اللہ کے چار اوصاف قرار پائے جو عقائد اہل سنت میں شامل ہیں یعنی معرفت حق، اطاعت الہٰی، اجتناب معاصی اور لذات دنیا اور شہوات نفسانی میں انہماک سے اعراض گویا ترک لذات و شہوات مقصود نہیں بلکہ انہماک سے اعراض کافی ہے۔(۱۰)

سید ہجویرؒ اولیاء اللہ کے خصائص و امتیازات کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنے پیارے بندوں کی نصرت و معاونت فرماتے ہوئے ان کی

Marfat.com

عقول کو اس قابل بنا دے کہ ان کے دل آیات ربانی سے استدلال اور ان کے معانی بیان کرنے کے سرچشمے بن جائیں اور وہ دلائل و براہین سے اسرار و رموز کو کھولنے کے قابل ہو جائیں۔ وہ انہیں یہ صلاحیت بخش سکتا ہے کہ وہ ہوا اور ھوس اور شیطان کی مخالفت کرنے اور اوامر و نواہی کی پیروی و اطاعت کرنے پر ہمیشہ مائل رہیں اور وہ "یحبہم و یحبون" یعنی وہ اللہ سے اور وہ ان سے محبت کریں۔ حب الٰہی، اطاعت حق، تقویٰ و زہد سے اللہ تعالیٰ کے محبوب قرار پا جائیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا حقیقی مصداق بن جائیں کہ "رب اشعث اغبر ذی طمرین لایعبا بہ لو اقسم علی اللہ لابرہ" یعنی کہ ایک ایسے پراگندہ بالوں والے غبار آلود گودڑی پوش نظر آئیں گے جن کی کوئی پرواہ بھی نہ کرتا ہوگا مگر وہ اللہ رب العزت کے ایسے برگزیدہ ہوتے ہیں کہ اگر وہ اپنے رب کو قسم دے کر کچھ مانگیں تو حق تعالیٰ شانہ ان کی اس قسم کی یقیناً لاج رکھیں گے۔(۱۱)

اثبات ولایت اور سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس قسم کے بارے میں وضاحت کے بعد جو آپ نے مصر کے دریائے نیل کو دی تھی کہ "اگر تو اپنی مرضی سے رواں ہے تو خیر لیکن اگر تو حکم ربانی سے بہتا ہے تو پھر عمر تجھے حکم دیتا ہے کہ رواں ہو جا" اور اللہ تعالیٰ کے اس ولی مخلص کی قسم پوری ہوئی۔ دریائے نیل رواں ہو گیا۔ سید ہجویریؒ قرآن و حدیث اور بزرگان سلف کے ارشادات کی روشنی میں بتاتے ہیں کہ اولیاء اللہ اپنے رب کے برگزیدہ بندے ہوتے ہیں جو بلاخوف و حزن اطاعت احکام الٰہی پر کاربند رہتے ہوئے مظہر کرامات بنتے ہیں جو دراصل رسالت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی برکت اور آپ کے معجزات کا تسلسل ہے۔ یہ گروہ اولیاء ازل سے ابد تک مسلسل ہے بقول داتا گنج بخشؒ: پیش ازما بودہ اند اندر قرون ماضیہ واکنوں ھستند و از پس ایں تا یوم القیامہ می خواھند بود: یعنی یہ مقدس گروہ اولیاء اللہ: اللہ ہم سے پہلے کے زمانوں میں بھی تھے،

Marfat.com

آج بھی ہیں اور اس کے بعد قیامت تک رہیں گے۔(۱۲) اور اس گروہ کے موجود ہونے کی حکمت سید ہجویریؒ کے نزدیک یہ ہے کہ جس طرح علمائے امت کا وجود شریعت محمدیہ ﷺ کے لئے نقلی و عقلی دلائل کا سرچشمہ ہے اسی طرح اولیائے اُمت کا وجود عینی دلائل و براہین کا وسیلہ ہیں اس لئے کوئی گوشہ اور کوئی لحہ ان بندگان حق سے خالی نہیں ہوسکتا۔(۱۳)

حضرت داتا صاحبؒ بیان فرماتے ہیں کہ ہر گوشہ و ہر لحہ بلا انقطاع امت اسلامیہ میں موجود رہنے والے بندگان حق اولیاء اللہ میں سے چار ہزار تو مکتوم و مستور یعنی پوشیدہ رہتے ہیں جو کبھی ظاہر نہیں ہوتے مگر ان کا سلسلۂ برکات برابر جاری و ساری رہتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس ضمن میں اخبار و آثار بھی وارد ہوتے ہیں۔ اولیائے کرام کے اقوال و گفتار بھی گواہ ہے اور مجھے خود بھی اس سلسلے میں مشاہدہ عینی میسر (مرا خود اندریں معنی خبری عیاں گشتہ است) ہے۔(۱۴) اولیاء اللہ کا وہ گروہ ہے جسے بارگاہ ایزدی میں حل و عقد اور سرداری کا منصب حاصل ہے اور جو اخیار کہلاتے ہیں ان کی تعداد تین سو ہوتی ہے۔ اس کے بعد ابدال کا مرتبہ ہے جن کی تعداد چالیس ہوتی ہے۔ پھر ابرار کا مقام ہے جو سات ہوتے ہیں۔ پھر چار اوتاد ہوتے ہیں پھر تین کا درجہ نقباء کا ہے۔ اور اس کے بعد ولایت کا بلند ترین درجہ ہے جو ایک وقت میں صرف ایک ہوتا ہے اسے قطب اور غوث کہتے ہیں۔(۱۵)

کشف المحجوب کا موضوع چونکہ تصوف و طریقت ہے اس لئے اس میں نبی و رسول یا رسالت اور نبوت سے مفصل بحث نہیں کی گئی کیونکہ یہ علم العقائد والکلام کا مسئلہ ہے۔ تاہم معجزہ و کرامت کے حوالے سے ضمنی تذکرہ ہوا ہے۔ معجزات کا تعلق رسل و انبیاء سے ہے جبکہ کرامات کا تعلق رسل و انبیاء کی اُمتوں کے بندگان حق یعنی اولیاء اللہ سے ہے۔ نبی (اور نبیٔ بھی) کے لفظی معنی ہیں خبر دینے والا،

Marfat.com

اصطلاح شریعت و عقائد میں نبی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی خبر دے (المخبر عن اللہ عز و جل)۔(۱۶) اور رسول وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ شریعت دے کر بھیجے، وہ اس پر عمل کرے اور اس کی تبلیغ کرے۔(۱۷) نسفی نے تو عقائد میں نبی اور رسول میں فرق نہیں کیا۔(۱۸) مگر دیگر آئمہ علم الکلام میں سے بعض نے کہا ہے کہ نبی کے لئے شریعت لانا ضروری نہیں مگر رسول وہ ہے جو نئی شریعت کے ساتھ مبعوث ہو۔(۱۹) تاہم قرآنی آیات سے یہی پتہ چلتا ہے کہ نبی اور رسول میں فرق کرنے کی ضرورت نہیں دونوں لفظ تقریباً ہم پلہ و ہم معنی ہیں۔(۲۰)

سید ہجویرؒ کے نزدیک نبی اور ولی میں کوئی مشابہت نہیں (ولی ولی باشد و نبی نبی۔ میان ایشاں ہیچ شبہت نباشد)۔(۲۱) کیونکہ نبی معصوم ہوتا ہے اور اس کی عصمت کا تحفظ قدرت ربانی کرتی ہے جبکہ ولی معصوم نہیں ہوتا اور نہ اس کی عصمت کا تحفظ ہوتا ہے۔(۲۲) آپ فرماتے ہیں "فالمعجزات تختص الانبیاء و الکرامات تکون للاولیاء (یعنی معجزات نبیوں کے ساتھ مختص ہیں اور کرامات اولیاء کے لئے ہیں)۔ نبی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور معجزہ اس دعوے کا ثبوت و تائید ہوتا ہے جبکہ ولی نہ تو دعویٰ کرتا ہے اور نہ اپنے دعویٰ کی تائید میں کرامات لاتا ہے، اس کے علاوہ یہ بھی کہ ولی کی کرامت بھی دراصل اس نبی کی نبوت کا اثبات و تائید ہوتی ہے جس نبی کا وہ اُمتی ہوتا ہے، چنانچہ سید ہجویرؒ فرماتے ہیں۔(۲۳) "کرامت ولی موافق اثبات حجت نبی باشد، ہیچ شبہت نیفتد میان کرامات و معجزات زیرا کہ پیغمبر باثبات معجزہ نبوت خود اثبات می کند، و ولی بکرامت ہم نبوت وی اثبات می کنند ہم ولایت خود، پس ایں صادق اندر ولایت ہمان گوید کہ آں صادق اندر نبوت و کرامت ولی عین اعجاز نبی باشد و مومن را رویت کرامت ولی زیادت یقین باشد بر صدق نبی۔ نہ شبہت اندر وی از آنچہ در دعوی ایشاں متناد نیفتد تا یکی دیگری را نفی کند کہ دعوی یکی بعین برحان دیگریست" یعنی ولی کی کرامت نبی کی

Marfat.com

حجت کے اثبات کے لئے ہوتی ہے اس لئے کرامات و معجزات کے درمیان کوئی مشابہت نہیں کیونکہ نبی اپنے معجزے سے اپنی نبوت کا اثبات و تائید کرتا ہے جبکہ ولی بھی اپنی کرامت سے اپنے نبی کی نبوت کا ہی اثبات و تائید کرتا ہے اور ساتھ ہی اپنی ولایت بھی ثابت کرتا ہے سو یہ ولی صادق اپنی ولایت میں وہی بات کہتا ہے جو نبی صادق اپنی نبوت کے ضمن میں کہتا ہے۔ یوں ولی کی کرامت دراصل عین معجزہ نبی ہے، اہل ایمان کے لئے ولی امت کی کرامت کا مشاہدہ اپنے نبی کی نبوت پر یقین میں اضافے کا باعث ہوتا ہے نہ کہ اس سے کوئی مشابہت کی صورت پیدا ہوتی ہے دونوں کے دعوے میں کوئی ایسا تضاد نہیں ہوتا کہ ایک دوسرے کی نفی کا باعث ہو بلکہ ایک کا دعویٰ دوسرے کی عین تائید و برھان کا باعث ہوتا ہے۔"

حضرت داتا گنج بخشؒ بجا طور پر فرماتے ہیں کہ معجزہ و کرامت ناقص عادت یا خارق عادت ہوتے ہیں اس لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ عادت کیا ہوتی ہے اور خوارق عادت کیا ہوتے ہیں۔ عادت سے مراد یہاں سنت اللہ یا عادت الٰہیہ ہے جسے قانون فطرت بھی کہتے ہیں، چنانچہ علماء کے عقائد کہتے ہیں (۲۴) کہ "کل فعل تکرر صدورہ عن الصانع سبحانہ فہو منسوب الی العادۃ ثم ان ظہر فعل علی خلافہ فہو خارق للعادۃ" یعنی ہر وہ فعل جو صانع قدرت سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے بتکرار صادر ہو وہ عادت کی طرف منسوب ہے پھر اگر کوئی فعل اس عادت کے برعکس ظاہر ہو جائے تو اسے خارق عادت (یعنی عادت و قانون فطرت کو توڑنے والا) کہتے ہیں۔

علمائے علم العقائد و الکلام نے خوارق عادت کی سات قسمیں بیان کی ہیں۔ ان میں پہلی قسم معجزہ ہے۔ امام نسفی کے الفاظ میں معجزہ کی تعریف یہ ہے:(۲۵)

"وایدھم بالمعجزات الناقضات للعادات و ھی امر یظھر بخلاف العادۃ علی ید مدعی

Marfat.com

النبوة عند تحدی المنکرین علی وجه یعجزه المنکرین عن الاتیان بمثله"

"یعنی اللہ تعالیٰ نے ان (انبیائے کرام کی) ایسے معجزات سے تائید فرمائی جو عادات کو توڑنے والے تھے اور معجزات سے مراد ایسا امر ہے جو مدعی نبوت کے ہاتھ پر عادت کے خلاف ظاہر ہوتا ہے جبکہ منکرین اس کی نبوت کو چیلنج کرتے ہیں اور اس خارق عادت معجزہ کا ظہور اس طرح ہوتا ہے کہ منکرین اس کی مثال لانے سے عاجز ہوتے ہیں"

خوارق کی دوسری قسم کرامت ہے، امام نسفی کے الفاظ میں ولی کی کرامت کی تعریف یہ ہے کہ (ظہور امر خارق للعادۃ من قبلہ غیر مقارن لہ دعوی النبوۃ) ولی سے ایسے امر کا ظاہر ہونا کہ جو خارق عادت ہو مگر دعویٰ نبوت کے ساتھ مشروط اور متصل نہ ہو۔(۲۶) خوارق عادت میں سے تیسری قسم معونت کہلاتی ہے جس کا ظہور ایسے عام مومنین کے ہاتھ پر ہوتا ہے جو فاسق و فاجر نہ ہوں، چوتھی قسم کو ارہاص کہتے ہیں جو نبوت ملنے سے قبل نبی کو پیش آئے۔ پانچویں قسم استدراج ہے جو کسی کافر و فاسق کے ہاتھ پر ظاہر ہو جائے مگر یہ تدریجاً اسے بالآخر جہنم ہی میں لے جائے گی۔ چھٹی قسم اہانت ہے جو کافر و فاسق کی مطلب براری کے خلاف پیش آئے جیسے مسیلمہ کذاب نے ایک کانے کی آنکھ کو چھوا تو وہ اندھا ہو گیا اور کہیں پانی کو میٹھا کرنے کے دعوے سے کلی کرکے پانی پھینکا تو وہ میٹھا ہونے کے بجائے کھاری ہو گیا اور ساتویں قسم سحر ہے مگر بعض علماء نے اسے خوارق میں شمار کرنے سے انکار کیا ہے۔(۲۷)

حضرت داتا گنج بخشؒ فرماتے ہیں کہ ولی کے ہاتھ پر کرامت کا ظہور جائز ہے۔ اہل سنت وجماعت اس کے جواز پر متفق ہیں۔ یہ نہ تو عقلاً محال ہے اور

Marfat.com

یہ اصول شریعت میں سے کسی اصل کے خلاف ہے۔(۲۸) یہ دراصل قدرت ربانی کے ظہور کا ایک کرشمہ ہے۔ کرامت ولی کے سچا ہونے کی بھی علامت ہے کیونکہ کاذب کے ہاتھ پر کرامت کا ظہور نہیں ہوسکتا۔(۲۹)

معجزہ اور کرامت کا بنیادی فرق یہ ہے کہ معجزہ کی شرط یہ ہے کہ اس کا برملا اظہار اور اعلان ہو جبکہ کرامات کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کا اظہار و اعلان نہ ہو بلکہ کتمان و اخفاء لازم ہے۔ اسی طرح ایک فرق یہ ہے کہ معجزہ کا ثمرہ دوسروں تک پہنچتا ہے جبکہ کرامت کا ثمرہ صرف صاحبِ کرامت تک محدود رہتا ہے۔ پھر صاحبِ معجزہ یعنی نبی یہ قطعی اعلان کرتا ہے کہ یہ اس کے دعوے کی تصدیق کے لئے ہے جبکہ ولی یعنی صاحبِ کرامت کے لئے قطعیت کے ساتھ کچھ کہنا ممکن نہیں ہوتا۔(۳۰) صاحب معجزات یعنی نبی شریعت میں تصرف کا حق رکھتا ہے کسی شی کی نفی یا اثبات کے ضمن میں احکام خداوندی کا اعلان کرتا ہے اور اوامر و نواہی کے نفاذ کا اختیار رکھتا ہے لیکن صاحبِ کرامت یعنی ولی کے پاس بجز تسلیم و قبول کوئی اختیار یا تصرف کا حق نہیں ہوتا، اسی لئے ولی کی کرامت نبی کی شریعت کے کسی حکم کے منافی نہیں ہوسکتی۔(۳۱) کرامت اگر صاحب معجزہ یعنی پیغمبر کی تصدیق نہ کرے تو وہ کرامت ہی نہیں۔ کرامت چونکہ دراصل پیغمبر ﷺ کا غیر معمولی معجزہ ہوتا ہے اس لئے کرامت اگر کسی ایسے شخص کے ہاتھ پر ظہور پذیر ہو جو اطاعت گزار اور صاحب ایمان نہ ہو تو وہ کرامت ہی نہیں۔(۳۲) بزرگ صوفیان عظام کے نزدیک ولایت کے لئے اطاعت چونکہ دائمی شرط ہے اس لئے کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے ولایت چھن جاتی ہے تاہم گناہ کبیرہ کا مرتکب ایمان سے محروم نہیں ہوتا۔(۳۳)

معجزہ اور کرامت کا ظہور کس عالم یا کیسی کیفیت میں ہوتا ہے؟ سید ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ نبی نے چونکہ معارضین کو چیلنج کرنا ہوتا ہے اور ان سے معجزے کا

Marfat.com

جواب مانگنا ہوتا ہے لہذا نبی کا معجزہ ہر حال میں صرف حالت صحو یعنی عالم بیداری اور ہوش و حواس مکمل طور پر بحال رہنے کی صورت میں ہی ظاہر ہوگا۔ لیکن ولی کی کرامت کا ظہور سکر و مستی کی صورت میں ہوتا ہے کشف المحجوب (۳۴) کا یہ اقتباس حقیقت حال کو بھی واضح کرتا ہے اور حضرت داتا گنج بخشؒ کے مقصد و مدعا کو بھی، فرماتے ہیں:

"اس بات میں سب سے بڑی بات جو تجھے علم الیقین کے طور پر جان لینا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ تجھے یہ معلوم ہو کہ ولی کی کرامت کس حال میں ظاہر ہوتی ہے۔ حالت صحو میں یا کہ حالت سکر و مستی میں؟ غلبۂ حالت کی شکل میں یا خود پر قدرت و تمکین کی حالت میں؟ صحو و سکر کی تشریح میں بایزید بسطامیؒ کے مکتب تصوف کے ضمن میں پہلے ہی ذکر کر چکا ہوں، چنانچہ بایزید، ذوالنون مصری، محمد بن خفیف، حسین بن منصور اور یحیی بن معاذؒ کا مسلک یہ ہے کہ ولی کی کرامت کا ظہور صرف حالت سکر میں ہوتا ہے اور جس کا ظہور حالت صحو میں ہوتا ہے وہ معجزات انبیاء علیہم السلام ہیں، گویا ان بزرگوں کے مسلک میں معجزہ اور کرامت کا یہ بڑا واضح فرق بھی ہے۔ یعنی ولی پر اس کی کرامت کا اظہار صرف حالت سکر میں ہوگا جبکہ اس پر غلبہ کی حالت طاری ہوگی اور اسے کرامت کے دعویٰ کی گنجائش ہی نہیں ہوگی۔ اس کے برعکس نبی پر معجزہ کا اظہار عین حالت صحو میں ہوگا، تاکہ وہ تحدی و چیلنج کرے اور دنیا کو اپنے معجزات کے مقابلے کی دعوت دے، پھر صاحب معجزہ کو دونوں باتوں کا اختیار ہوتا ہے۔ یعنی چاہے تو اپنے معجزے کا اظہار کہیں بھی کر سکتا ہے اور اگر چاہے تو کتمان و اخفاء کا طریقہ اختیار کر سکتا ہے، مگر اولیاء کے لئے یہ اختیار نہیں ہوتا، وجہ یہ ہے کہ انہیں تو کرامت کے اظہار کا ہی اختیار نہیں ہوتا۔ چنانچہ کبھی تو ایسے ہوتا ہے کہ وہ کرامت کا اظہار چاہتے ہیں مگر ہوتا نہیں اور کبھی یوں ہوتا ہے کہ وہ اظہار نہیں چاہتے مگر ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ ولی داعی

Marfat.com

(دعوت دینے والا) تو ہوتا نہیں کہ اس کا حال بقا کے اوصاف کا حامل ہو۔ وہ تو مکتوم و مستور (پوشیدہ) ہوتا ہے اور اس کا حال ہمیشہ صفت فنا کا حامل ہوتا ہے۔ یوں گویا نبی صاحب شریعت ہوتا ہے جبکہ ولی صاحب ستر و اخفاء ہوتا ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ کرامت صرف دو حالتوں میں ہی ظاہر ہو جبکہ تمام تصرف فقط حق جل شانہ کے قبضۂ قدرت میں ہو اور ولی یا تو حالت غیبت میں ہو اور یا اس پر دہشت و تحیر کی حالت چھائی ہوئی ہو، ایسے حال میں ولی اللہ ہمہ تن دست قدرت میں ہو اور اس کا نطق و گویائی بھی تالیف حق جل شانہ کے تابع ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صفت بشریت کی صحت و کمال یا تولاحی کو نصیب ہوتی ہے یا ساحی کو اور یا پھر مطلق الہیٰ کو۔ سوا انبیائے کرام نہ تولاحی (حالت بے خبری و غیبت میں) ہوتے ہیں اور نہ ساحی (حالت دہشت و خود فراموشی) وہ تو صرف مطلقاً الہیٰ ہوتے ہیں اور ان کے سوا کوئی بھی مطلق الہیٰ نہیں ہوتا۔ ایسے میں تحقیق اور تمکین کے بغیر یک گونہ تردد اور تادن کی کیفیت رہتی ہے تاکہ جب تک پوری طرح حالت بشریت قائم رہے اپنے آپ میں رہتے ہیں اور حجاب کی کیفیت سے دو چار رہتے ہیں۔ مگر جب حالت کشف میں ہوں تو مدہوش و متحیر ہو جائیں۔ الطاف حق کی حقیقت میں گم ہو جائیں۔ کرامت کا اظہار بھی حالت کشف کے سوا کسی حال میں درست نہیں کیونکہ کرامت بھی قرب کا درجہ ہے۔ یہی وہ مرحلہ ہوتا ہے جب ولی کے دل کے نزدیک پتھر اور سونا یکساں ہوتا ہے۔ یہ حالت و صفت کسی حال میں بھی انبیائے کرام کے سوا کسی کو نصیب نہیں ہوتی ہاں یہ حالت و صفت عارضی طور پر پیدا ہوسکتی ہے جو سوائے حالت سکر و مستی کے اور کسی حال میں بھی غیر انبیاء کو میسر نہیں آتی، یہی عارضی حالت تھی جو حضرت حارثہ بن نعمان انصاریؓ پر عارضی طور پر طاری ہوئی تو ان کی نظر میں پتھر، مٹی، سونا اور چاندی سب برابر تھے مگر جب یہ عارضی حال زائل ہوا تو وہ کھجور کے باغ میں مشغولِ کار نظر آئے۔

Marfat.com

مصادر و حواشی

(۱) کشف المحجوب، (مطبوعہ تہران) ص ۱۸۸
(۲) تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ، (۶۳/۲) جرجی زیدان
(۳) کشف المحجوب، ص ۱۸۹-۲۱۲ (۴) ایضاً، ص ۱۸۹
(۵) القاموس، لسان العرب، تاج العروس زیر مادہ (ول ی)
(۶) کشف المحجوب، ص ۱۸۹- (۷) ایضاً
(۸) لسان العرب زیر مادہ، (ول ی)
(۹) عقائد النسفی، ص ۷۵، والنبراس، ص ۴۷۵-
(۱۰) النبراس، للشیخ عبدالعزیز پرحاروی، ص ۴۷۵
(۱۱) کشف المحجوب، ص ۱۸۹ (۱۲) ایضاً، ص ۱۹۰
(۱۳) ایضاً، (۱۴) ایضاً، ص ۹۱ (۱۵) ایضاً
(۱۶) لسان العرب والمعجم الوسیط زیر مادہ، (ن ب ی)
(۱۷) ایضاً، زیر مادہ (ر س ل)
(۱۸) عقائد النسفی، ص ۱۸
(۱۹) النبراس، ص ۷۹
(۲۰) ایضاً،
(۲۱) کشف المحجوب، ص ۱۹۶
(۲۲) ایضاً
(۲۳) ایضاً
(۲۴) النبراس
(۲۵) عقائد النسفی، ص ۷۷
(۲۶) النبراس، ص ۴۷۵
(۲۷) ایضاً
(۲۸) کشف المحجوب، ص ۱۹۵
(۲۹) ایضاً
(۳۰) ایضاً، ص ۱۹۶
(۳۱) ایضاً، ص ۱۹۷
(۳۲) ایضاً
(۳۳) ایضاً
(۳۴) ایضاً، ص ۲۰۰ تا ۲۰۱

Marfat.com

ڈاکٹر محمد افضل ربانی

حضرت سید ہجویرؒ بحثیت داعیٔ امن و محبت

قابل صد احترام صدر مجلس، مہمان خصوصی، علماء کرام اور عمائدین مجلس

دینِ اسلام، دینِ فطرت ہے، دینِ کامل ہے اور دینِ رحمت ہے۔ اسلام کے معنی ہیں: امن و سلامتی، صلح و آشتی۔ یہ دین افراد سے لے کر اقوام تک کو فطرت کی راہ پر لگانا چاہتا ہے۔ اِس کا مقصد ہی دُنیا سے فتنہ و فساد کو مٹا کر امن و امان اور محبت کی فضا پیدا کرنا ہے۔ اِس کے لئے نبی اکرم ﷺ نے پوری زندگی صرف کر دی۔ آپ ﷺ نے صدیوں کی بگڑی ہوئی قوم کو ایک بلند نصب العین دے کر بہترین اُمت بنا دیا، جو تلواریں شر کے لئے اُٹھتی تھیں وہ اُس کے خاتمہ کے لئے اُٹھنے لگیں۔ جو باہم قتل و غارت کرتے، وہ آپس میں شیر و شکر ہو گئے اور جہاں شر کسی طرح نہ ٹل سکا تو یہی اللہ کے سپاہی شر کے سپاہیوں کے خلاف فولاد کی دیوار ثابت ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد، صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم، تابعین، تبع تابعین اور پھر اولیاء اُمت اور علماء کرام رحمھم اللہ نے اِس مشن کو جاری رکھا۔ حقیقت یہ ہے کہ امن و آشتی، صلح و محبت، وحدتِ ملت اور تبلیغ و اشاعت اسلام میں جتنا حصہ اولیاء کرامؒ کا ہے وہ اور کسی گروہ کا نہیں۔ ابنِ خلدون نے اپنے مشہور "مقدمہ" میں تصوف کے باب میں لکھا ہے کہ جس قدر دورِ نبوت اور دیارِ رسول ﷺ سے مکانی اور زمانی فاصلہ بڑھتا گیا اُسی قدر اِس ادارۂ ولایت و تصوف کی

86497

Marfat.com

نشو و نما ہوتی گئی۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ سیرت و کردار اور پیغام امن و محبت کے زور سے پھیلا ہے۔ اور اگر اس کا کوئی روشن اور بیّن ثبوت درکار ہے تو ہندوستان میں اسلام پھیلنے کی تاریخ کا مطالعہ کر لیجئے، آپ مطمئن ہو جائیں گے۔ برصغیر میں سب سے پہلے ۹۳ھ میں محمد بن قاسم کے ذریعے اسلام آیا اور جب محمد بن قاسم واپس گیا تو ہر چند کہ سندھ میں مسلمان موجود تھے لیکن سارے برصغیر میں اسلام کا کوئی خاص چرچا نہ ہو سکا تھا۔ پھر سلطان محمود غزنوی ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ اُس نے ہندوستان پر کئی حملے کئے۔ وہ بگولے کی طرح اُٹھا اور آندھی کی طرح چھا گیا۔ لیکن اُس کی فتوحات کا اثر بھی زیادہ دیر تک ہندوستان پر نہیں رہ سکا۔

برصغیر میں اسلام کی تبلیغ کا سہرا تلوار کے سر نہیں بلکہ پُرامن کردار کے سر ہے۔ سب سے پہلے حضرت داتا گنج بخش ہجویریؒ ہندوستان تشریف لائے اور ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگوں کو اپنے کردار کی پختگی، سادگی اور پیغامِ محبت و امن سے حلقہ بگوش اسلام کیا۔ وہ کام جو سبکتگین کے حملے نہ کر سکے، جس کی تکمیل محمود غزنوی جیسے بلند حوصلہ انسان کی شمشیر نہ کر سکی اُسے حضرت داتا صاحبؒ کے عمل کی جاذبیت، زبان کی شیرینی اور محبت کُل نے پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔ لاہور میں اگر اسلام پھیلا ہے تو اس مردِ درویش کے اوصاف جمیلہ کی وجہ سے پھیلا ہے جو اجنبی اور غریب الدیار تھے اور اپنے وطن سے سینکڑوں میل دُور ناموافق حالات میں حق کی شمع روشن کئے ہوئے تھے۔

ہوا ہے گو تُند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیئے ہیں اندازِ خسروانہ

Marfat.com

آج کی دُنیا میں بدامنی، انتشار، چھینا جھپٹی، لوٹ کھسوٹ اور جبر و استحصال پھیلا ہوا ہے۔ اِس کی واحد وجہ یہ ہے کہ ہم خدا اور اُس کے رسول ﷺ کے اہم ترین حکم "ایثار" کو فراموش کر چکے ہیں۔ حضرت علی ہجویریؒ کشف المحجوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"ایثار کی حقیقت یہ ہے کہ خود تکلیف اُٹھا لے، مگر اپنے ساتھی کو تکلیف نہ پہنچنے دے"

ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تعریف فرمائی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"و یؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ"

(القرآن، ۵۹:۹)

(اور وہ لوگ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، خواہ وہ خود ضرورت مند ہوں)۔

نفسِ انسانی تمام فسادات اور بُرائیوں کا منبع ہے۔ جبکہ وہ مزکیٰ اور مہذب نہ ہو۔ حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخشؒ ارشاد فرماتے ہیں:

"تمام عبادتوں کا راز اور مجاہدے کا کمال نفس کی مخالفت میں ہے۔ جب تک انسان نفس کی مخالفت نہ کرے اُسے وصل الی اللہ میسر نہیں آسکتا"۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نفس کی مخالفت کرنے والے کی تعریف فرمائی ہے:

"واما من خاف مقام ربہٖ و نھی النفس عن الھویٰ. فان الجنۃ ھی الماویٰ".

(القرآن، ۷۹:۴۰، ۴۱)

Marfat.com

(اور جو روز حشر اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا، اور نفس کو اُس کی خواہشات سے روکا تو جنت اُس کا ٹھکانا ہے)۔

اس سلسلے میں حضرت ہجویریؒ نے ایک حدیث نقل کی ہے:

"یا داودُ عاد نفسک فان ودی فی عداوتھا".

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت داوٗد علیہ السلام سے فرمایا: "اے داوٗد! آپ اپنے نفس سے دشمنی کیجئے کیونکہ میری محبت نفس کی عداوت میں مُضمر ہے"۔

کشف المحجوب کو اگر بالاستیعاب دیکھا جائے تو استقرائی اور استخراجی طور پر امن و استحکام کے لیے درج ذیل اصول اخذ ہوتے ہیں:

(۱) تقویٰ (۲) باہمی اتحاد (۳) باہمی تنازعہ سے اجتناب (۴) حربی وسائل کی فراہمی (۵) کلمتہ اللہ بلند کرنے کے لیے جہاد (۶) جہاد میں ثابت قدمی (۷) صبر و استقامت (۸) جانی و مالی ایثار (۹) باغیوں سے جہاد (۱۰) جاسوس کو مملکت سے نکالنا (۱۱) رہزنوں کی سرکوبی۔

کشف المحجوب میں تقریباً تین چوتھائی قرآن حکیم کی سورتوں سے دو سو چونتیس آیات کریمہ استناداً لائی گئی ہیں اور مذکورہ جملہ اصول انہیں آیات سے مستنبط ہوتے ہیں۔

مخدوم الاولیاء حضرت سید علی ہجویریؒ کی ساری تعلیمات کا اور سارے فکر کا خلاصہ اگر ایک لفظ میں بیان کیا جائے تو وہ لفظ "محبت" ہے۔ محبت خالق کے ساتھ اور محبت مخلوقِ خدا کے ساتھ۔ اچھے، بُرے، کالے، گورے، عربی عجمی،

Marfat.com

پنجابی، سندھی، پٹھان، بلوچ سب کے ساتھ محبت، سب سے ہمدردی، سب سے غم گساری۔ آپ کی حیات طیبہ میں نفرت کا کہیں وجود نہیں۔ یہ طبیب ہیں، مرض سے نفرت کرتے ہیں، مریض سے نفرت نہیں کرتے۔ نہ یہ کسی فرقہ واریت کا پرچار کرتے ہیں، نہ علاقائیت و صوبائیت کا۔ ہجویر کا یہ بادشاہ امن اور محبت کا نقیب ہے کیونکہ وہ رحمۃ للعالمین ﷺ کا سچا پیروکار ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام کو شائستگی سکھائی جائے۔ قرآن و سنت کی تعلیم کو عام کیا جائے۔ فرقہ واریت کا زہر تیزی سے جسدِ قومی میں جو سرایت کر رہا ہے، اُس کا انسداد کیا جائے۔ اخوت، ہمدردی، محبت و بھائی چارہ، مؤانست و غمگساری کے جذبات کو پروان چڑھایا جائے اور اُن تعلیمات کو عام کیا جائے جن کو عام کرنے کے لیے اس اللہ کے بندے نے اپنا گھر، اعزہ، اقرباء حتیٰ کہ اپنے آباء واجداد کی قبریں بھی چھوڑ دیں۔

آج وطنِ عزیز پاکستان میں امن و امان اور سکون و اطمینان کے قیام کا واحد حل قومی وحدت اور ملی یک جہتی ہے۔ بزرگانِ دین کے ساتھ عقیدت یہ سبق دیتی ہے کہ ہم اُمت مسلمہ کے حوالے سے سارے عالم کو پیغام امن و محبت دیں اور یہ فراموش نہ کریں کہ ہم خیر الامم بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ ہمیں اپنے فروعی اختلافات کو نظر انداز کر کے اعلیٰ مقاصد اور نصب العین کی بقا کے لیے کوشاں رہنا چاہیے۔ آج کے بہت ہی نازک دور میں ہمیں باہمی اتحاد، محبت اور یگانگت کی ضرورت ہے۔ یہی ہماری بقا اور سلامتی کے ضامن ہیں۔ اللہ پاک ہماری مدد فرمائیں! آمین!

Marfat.com

پروفیسر غلام سرور رانا

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؓ کی عظمت و بزرگی حضرت داتا گنج بخشؒ کی نگاہ میں

مخدوم الاولیاء سلطان الاصفیاء امام العارفین، زبدۃ السالکین، حجۃ الکاملین، سند الواصلین، مظہر العلوم الخفیہ والجلیہ سیّدنا حضرت شیخ ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری المعروف بہ حضرت داتا گنج بخشؒ اس قدسی گروہ کے سرخیل ہیں جن کی بدولت ہمیں اکابر اُمت کے اقوال و اعمال تک رسائی میسّر آتی ہے اور اکتساب خیر کی ترغیب ہوتی ہے۔ قلوب جلا پاتے ہیں اور تزکیۂ نفس کی راہ آسان ہو جاتی ہے۔ ہمارا ایمانِ کامل ہے کہ امام رُسل ہادی سبل حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کی سیرت طیبہ آیات قرآنیہ کی تفسیر ہے۔ بعینہٖ عرفائے اُمت کے مبارک وجود حضرت سید الانبیاء ﷺ کی شان اطہر کے آئینہ دار ہیں۔ ان کاملین و اکملین کے ارشادات و فرمودات عالیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُسوۂ حسنہ کی جُزئیات کے موضح ہیں۔ مشائخ کاملین کی ملفوظات نگاری، فکر و نظر کی پاکیزگی کا ایک ایسا لائحہ عمل پیش کرتی ہے جو اتباع رحمت عالم، نور مجسم سرور کائنات ﷺ کا مظہر و مؤید ہے۔ اُن کی صداقت گفتار اور حُسن کردار کو دیکھ کر نگاہ بشر ان کے اقوال و اعمال کے منبع و مصدر کی طرف گامزن ہوتی ہے۔ اور نتیجتاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کمال محبت و اطاعت دلوں میں ایک لافانی جذبے سے ہمکنار کرتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"والذین اجتنبوا الطاغوت آن یعبدوھا

Marfat.com

وانابُو الی اللہ لھم البشریٰ فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتّبعون احسنہٗ اُولئک الذین ھداھم اللہ و اولئک ھم اولوالالباب"

ترجمہ: اور جن لوگوں نے طاغوت کی عبادت سے اجتناب کیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔ اُن کے لئے بشارت ہے۔ پس آپ میرے بندوں کو خوشخبری دیں جو کلام کو سُنتے ہیں پھر اس کی اچھی اچھی باتوں پر چلتے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور یہی لوگ اہل عقل ہیں۔

حضرت مخدوم علی ہجویریؒ نے ایسے ماحول میں جنم لیا جہاں رشد و ہدایت، پند و نصائح اور تبلیغ اسلام کا دور دورہ تھا۔ ظاہر و باطن کی پاکیزگی اوڑھنا اس خاندان کا طرۂ امتیاز تھا۔ اس خانوادے کو اللہ جل مجدہ اور رسالت مآب ﷺ سے صحیح معنوں میں وابستگی اور شریعت مطہرہ کی اتباع کامل طور پر نصیب تھی۔ اس دور میں فقہا، محدثین، مفسرین، اہل زہد و تقویٰ اور داعیانِ توحید و رسالت بھی پیدا ہوئے۔ آپ کی تربیت اسی نور و عرفان کی فضا میں ہوئی۔ بچپن ہی سے رُوح کا رجحان عبادت الٰہی اور تقویٰ و پرہیزگاری کی طرف تھا۔ شروع سے ہی ذہن پاکیزہ مزاج اور طبیعت قبول انعام کا مرقع تھی۔ آپ کو علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، تاریخ، تصوف، منطق، فلسفہ، علم ادیان، کلام، عربی زبان و ادب اور مختلف علوم و فنون پر خاصی مہارت اور عبور حاصل ہے کہ کشف المحجوب شریف کا مطالعہ کرنے والا آپ کی علمی عظمتوں کا اعتراف کے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ آپ فقید المثال اور نامور محقق ہیں۔ اور آپ کی زبان مبارک کا ایک ایک لفظ گنجینۂ حکمت و معرفت ہے اور ملت اسلامیہ کے روحانی و باطنی فروغ کے لئے اور طالبان حق و صداقت اور تشنگان چشمۂ معرفت کے لئے خزینۂ رُشد و ہدایت ہے۔ آپ کی شاہکار محققانہ

Marfat.com

تصنیف منیف کے علمی مباحث میں آپ کی نگاہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کا جو مقام، بزرگی و عظمت ہے۔ اُسے سامعین کرام کی خدمتِ اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

امام الاولیاء سلطان العارفین، سند الواصلین عارف کامل سید ابوالحسن علی بن عثمان ہجویریؒ حنفی المذہب تھے۔ سیدنا حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ سے خصوصی عقیدت تھی۔ اسی لئے آپ نے امام عالی مقام کا نام نامی و اسم گرامی نہایت ہی عزت و تکریم سے اس طرح رقم فرمایا ہے:

"امام اماماں اور مقتدای سُنیاں شرف فقہاء و عز علماء ابو حنیفہ بن نعمان بن ثابت الخرازؒ(۱)

کیوں نہ ہو سیدنا امام اعظم ابو حنفیہ نعمان بن ثابتؒ امام الائمہ، سراج الامتہ، رئیس الفقہاء والمجتہدین سید الاولیاء مبشر مصطفےٰ، دنا مرتبے القصہ مختصر نبوت اور صحابیت کے بعد کسی انسان میں جس حد تک فضائل و محاسن ہوسکتے ہیں آپ اُن تمام اوصاف حمیدہ کے جامع اور عظیم رہنما تھے۔ آپ کی ولادت با سعادت کوفہ عراق میں ۸۰ ہجری کو ہوئی اور وصال صد ملال بغداد شریف (عراق) میں ۱۵۰ ہجری کو ہوا۔(۲)

امام ارباب طریقت، پیشوائے اہل حقیقت، واقف رموز شریعت حضرت شیخ علی ہجویریؒ نے سیرو فی الارض کے ارشاد ربّانی کے مطابق عمر عزیز کا بیشتر حصہ سیر و سیاحت میں بسر کیا۔ حضور داتا گنج بخشؒ حرمین شریفین کی زیارت کے لئے مکہ مکرمہ کی جانب عازم سفر ہوئے اور پھر روضتہ الرسول مقبول ﷺ پر حاضری کی سعادت حاصل کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ دمشق میں حضرت بلال حبشی موذن رسول اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس پر چلہ کشی کے دوران ایک روز آپ کے مزار اقدس کے سرہانے سو گیا۔ عالم خواب میں دیکھتا ہوں کہ مکہ معظمہ میں حاضر ہوں

Marfat.com

اور حضور پُر نور شافع یوم النشور سرکار دو عالم ﷺ باب بنی شیبہ سے اندر تشریف لا رہے ہیں۔ جس طرح کوئی ازراہ شفقت کسی بچے کو اپنی گود میں لئے ہوئے ہو۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کی آغوش مبارک میں ایک سفید ریش بزرگ ہیں۔ اور آپ اُنہیں اس طرح اٹھائے ہوئے ہیں جس طرح کوئی شخص ازراہ شفقت کسی بچے کو آغوش میں اُٹھائے ہوئے ہو۔ میں نے فوراً آپ کے پائے اقدس پر بوسہ دیا۔ دل میں گمان پیدا ہوا کہ یہ کون سی ہستی ہے۔ حضور فخر دو عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص تیرا اور تیری قوم کا امام ابو حنیفہ ہے۔ اس مقام پر حضرت داتا گنج بخشؒ نے جس عظیم الشان حقیقت کا استنباط فرمایا ہے۔ وہ حیرت انگیز اور قابلِ تحسین ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہؓ کو آغوش رسالت ماب ﷺ میں دیکھ کر میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ آپ اپنی صفات بشریہ سے فانی ہو کر حضور سرور دو عالم ﷺ کی صفات میں باقی ہو چکے ہیں۔ جب پیغمبر ﷺ سے کسی خطا کا صدور ممکن نہیں تو جو آنحضرت ﷺ میں اپنے آپ کو فنا کر چکا ہو اس سے بھی خطا کا صدور ممکن نہیں۔ یہ ایک لطیف رمز ہے۔ لہذا مسائل فقہ میں آپ کی اقتدا ناگزیر ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اُس مشاہدے کے بعد میری روح کے رگ و پے میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہؓ کی اقتدا کا جذبۂ قوی پیدا ہو گیا۔ کیونکہ آپ نے کتاب و سنت کی روشنی میں جو مسائل اخذ کئے ہیں وہ حق و صواب ہیں۔ (۳)

حضورت داتا گنج بخشؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہؓ عبادت و مجاہدات میں انتہائی ثابت قدم اور راہ طریقت میں بہت بڑی شان کے مالک تھے۔ شروع شروع میں آپ نے گوشہ نشینی کا ارادہ کر کے مخلوق سے علیحد گی اختیار کر لی۔ چونکہ آپ نے اپنے دل کو جاہ و مرتبے کی خواہش سے آزاد کر لیا تھا۔ اس لئے لوگوں سے مکمل قطع تعلق کر کے اپنے آپ کو خالصتاً اللہ جل مجدہ کے لئے وقف کر دینے پر تیار ہو گئے۔ ایک رات عالم خواب میں دیکھا کہ آنحضور ﷺ کی

Marfat.com

تُربت مبارک سے استخواں جمع کر رہے ہیں اور بعض کو بعض سے علیحدہ بھی کر رہے ہیں۔ خوف اور ہیبت کے عالم میں بیدار ہوگئے اور محمد بن سیرینؒ (متوفی ۱۱۰ ہجری) کے ایک مصاحب سے اس کی تعبیر پوچھی۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ حضور سرور دو عالم ﷺ کے علم اور سنت کی حفاظت میں اس درجہ پر فائز المرام ہوں گے کہ صحیح کو غلط سے جُدا کر دو گے۔ اسی طرح پھر عالم رویاء میں فخر دو عالم نور مجسم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا:

ابو حنیفہ! تمہیں اللہ رب العزت نے میری سُنت کو زندہ کرنے کے لئے تولد فرمایا ہے۔ گوشہ نشینی کا ارادہ ترک کر دو۔

آپ کئی مشائخ کرام و عظام کے استاذ تھے چنانچہ ابراہیم ادھم فضل بن عیاض داؤد طائی اور بشر حافی وغیرہ رضوان اللہ علیھم اجمعین نے آپ سے ہی کسب فیض کیا۔ ان کے علاوہ آپ کے تلامذہ میں کئی اور نامور ہستیاں ہیں۔ (۴)

حضرت امام اعظمؒ بلاشبہ حضور اکرم ﷺ کا زندہ و تابندہ معجزہ اور حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہ کی کرامت تھے۔ اُمت مسلمہ پر آپ کا یہ احسانِ عظیم رہتی دنیا تک باقی رہے گا جو آپ نے تفقہ فی الدین کے تعلق سے کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اپنی کتابوں میں ستر ہزار سے زیادہ حدیثیں پیش کی ہیں اور چالیس ہزار احادیث مبارکہ سے آثار صحابہ کا انتخاب کیا ہے۔ نیز تراسی ہزار مسائل بیان کئے ہیں جن میں سے اڑتیس ہزار عبادات کے باقی معاملات کے مسائل ہیں (۵)

بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے طبرانی نے حضرت ابن مسعود سے، ابو نعیم شیرازی نے قیس بن ثابت بن عبادہ سے کیا خوب روایت کی ہے۔

لوْ کان الایمان عند الثریا لتناولتہٗ رجالٌ من

Marfat.com

ابناء فارس و فی روایة البخاری و مسلم والذی نفسی بیده لو ان الدین معلقاً بالثریا لتناوله رجلٌ من فارس (مرقاۃ شرح مشکواہ، ص۲۸۷)

ترجمہ: یعنی اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو فارسی اولاد میں سے بعض لوگ وہاں سے حاصل کرلیتے اور بخاری و مسلم کی روایت کے مطابق قسم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر دین ثریا میں لٹکا ہوا ہوتا تو فارس کا ایک شخص اس کو وہاں سے حاصل کرلیتا۔ یہ فارسی النسل حضرت امام اعظم ابو حنیفہؓ ہیں کسی نے کیا خوب نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے(۶)

اعذ ذکر نعمان لنا ان ذکرہ
هو المسک ما کررته یتضرع

تدوین قانون اسلامی کا آغاز عظمت اور کرامت کا وہ نورانی تاج ہے جو امام اعظم کے لقب کی صورت میں امام الائمہ حضرت امام ابو حنیفہ قدس سرہ کے فرق مبارک پر زینت افروز ہوا۔ منعم حقیقی جل مجدہٗ نے اپنی شانِ فیاضی سے آپ کو بے مثال قابلیت، فہم و ذکا، بے نظیر حافظہ، فصاحت و بلاغت، سروری قلم و لسان، شہبازی زبان و بیان کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ دینی علوم میں آپ کی مسلمہ مہارت تو خیر حقیقت ثابتہ ہے۔ لیکن استنباط مسائل اور تفریعات شرعیہ میں آپ کو وہ تبحر حاصل تھا کہ محدثین اور فقہاء اپنے اشکالات کے جواب حاصل کرنے کے لئے اس منبع علم و حکمت بارگاہ دانش کے محتاج رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی نے فرمایا:

Marfat.com

من لم ينظر فی کتب ابی حنيفه لا يتبحر فی الفقه.

یعنی جو حضرت سیدنا امام ابو حنیفہ کی تصانیف پر نظر نہیں رکھتا وہ فقہ میں تبحر حاصل نہیں کر سکتا۔

اسی طرح حضرت امام شافعی جب کبھی حضرت سیدنا امام اعظمؓ کے کمالاتِ عالیہ کے اظہار کا ارادہ فرماتے تو جذبات کے عالم میں پکار اُٹھتے:

من اراد ان يعرف الفقة فليلزم ابا حنيفه و اصحابه فان الناس كلهم عيال عليه فی الفقه

جو چاہے کہ فقہ کی معرفت حاصل کرے۔ اس کو چاہیے کہ حضرت ابو حنیفہؓ اور آپ کے تلامذہ کی صحبت کو لازم کرے۔ اس لئے کہ سب لوگ فقہ میں اُن کے محتاج ہیں۔(۷)

آپ نے اُمت مسلمہ کی منفعت میں تمام زندگی بسر کر دی۔

In reality the Solid body of recognised Hadith which forms the basis of Muslim Law can be found in the decisions of Abu Hanifa and the later Imams. If there are differences of opinion on any important point, it is almost always, where that difference already existed among the Companions. What is remarkable about Muslim Law based on the Quran and Sunnah and presented by Abu Hanifa, for instance is not the differences in detail, but the extra - ordinary agreement in its main structure, which proves that there was an

Marfat.com

agreed corpus Sunnah, which was common to both Schools of thought. It is a common fallacy to speak of the accepted books of traditions such as Bukhari, Muslim Tirmizi etc. as if they themselves constitute the Service of Islamic Fiqh. They are certainly adduced as authorities in later judicial Controversy, but it is often forgotten that the whole fabric of Fiqh was erected before these famous traditionists were even born. Abu Hanifa himself was born in 80 AH, when some of the other companions of the Prophet (Peace be upon him!) were still alive, and he was the Pupil of Some of the famous Tabe particularly Ata bin Abi Rabah in Mecca. The body of traditions used by Abu Hanifa were fresh from the Tabe. These traditions are present in the later Collections used by Abu Hanifa. Actually he served his whole life for the welfare of Muslim Ummah.

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کی جلالت علمی سے کسے انکار ہوسکتا ہے۔ مگر باوجود علم و فضل کے آپ حنفی المذہب ہیں اور سیدنا سراج اُمت امام اعظم ابو حنیفہؓ کی تقلید پر آپ کو ناز اور فخر ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں(۹)۔

۱۔ از علو شان امام بزرگ ترین ایں بزرگوران امام اجل پیشوائے اکمل ابو حنیفہؓ چہ نویسد کہ اعلم و اورع و اتقائے مجتہدیں است چہ شافعی و مالک چہ احمد بن حنبل، امام

Marfat.com

شافعی می فرماید
الفقہاء و کُلھم عیال ابی حنیفہ (مبداء ومعارص ۵۵)

۲۔ معلوم شد کہ کمالات ولایت راموافقت بفقہ شافعی است و کمالات نبوت را مناسبت بفقہ حنفی اگر فرضا دریں اُمت پیغمبرے مبعوث می شد موافق حنفی عمل می کرد (مکتوب دفتر اول ص ۸۲)

ترجمہ:۔ بزرگ آئمہ کے بزرگ امام اجل پیشوائے اکمل امام ابو حنیفہؒ کے عظیم الشان مرتبے کے بارے میں بھلا میں کیا لکھوں جبکہ مجتہدین سے زیادہ علم والے اور زیادہ ورع و تقویٰ والے ہیں خواہ وہ امام شافعی و مالک ہوں یا امام احمد بن حنبل۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ فقہا ابو حنیفہ کے عیال ہیں (۱۰)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفیؒ پرہیزگاری اور تقویٰ کی برکت اور سنت کی متابعت کی دولت سے اجتہاد اور استنباط کے نہایت بلند درجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ دوسرے لوگ اس کے سمجھنے سے بھی قاصر ہیں اور دقت معانی کی وجہ سے ان کے اجتہادات کو کتاب و سنت کے مخالف سمجھتے ہیں اور اُن کو اور اُن کے اصحاب کو "اصحاب الرائے" کہتے ہیں۔ یہ سب کچھ اُن کے علم اور درایت کی حقیقت اور اُن کے فہم پر مطلع نہ ہونے کی وجہ ہے۔

بلا تعصب و تکلف یہ کہا جاسکتا ہے کہ مذہب اسلام کی نورانیت کشفی طور پر دریائے عظیم کی مانند ہے اور باقی تمام مذاہب و ادیان اس کے مقابلے میں حوض اور چھوٹی نہروں کی مانند ہیں۔ اور ظاہری طور پر بھی اہل سواد اعظم کی اکثریت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مذہب کی مقلد ہے۔ اور یہ مذہب کثرت متبعین کے باوجود اصل اور فروع میں دوسرے مذاہب عالم سے متمیز ہے اور استنباط میں ایک الگ طریق کا حامل ہے۔ اور یہی دلیل اس کی حقانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ (۱۲)

۳۔ معلوم ہوا کہ کمالات ولایت کو فقہ شافعی سے اور کمالات نبوت کو فقہ حنفی سے

Marfat.com

مناسبت ہے۔ اگر بالفرض اس اُمت میں کوئی پیغمبر مبعوث ہوتا تو وہ فقہ حنفی کے مطابق عمل کرتا۔

اسی طرح مبداء و معارض صفحہ ۵۵ پر خواجہ محمد پارسا قدس سرہ فرماتے ہیں۔
خواجہ محمد پارسا قدس سرہ در فصول ستہ میفرماید ہمچنیں بزرگی ایشاں را کافی است کہ پیغمبر والوالعزم بمذہب او عمل نماید صد بزرگی دیگر را بایں بزرگی حدیل نمی لوان یافت۔(۱۱)

ترجمہ: خواجہ محمد پارسا قدس سرہ فصول ستہ میں فرماتے ہیں۔ اور امام ابو حنیفہ کے لئے یہی بزرگی کافی ہے کہ ایک اولوالعزم پیغمبران کے مذہب کے مطابق عمل کرے۔ اس طرح امام الاولیاء سراج اہل تقویٰ حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخشؒ بھی امام اعظم ابو حنیفہؓ کے مقلد ہیں اور ہمیشہ کشف المحجوب شریف میں امام اعظم کا ذکر نہایت ہی عزت و احترام سے کیا ہے۔(۱۳)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے فرمان اقدس کے مطابق بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ امام شافعی کا مذہب موافق حدیث کے ہے اور اُن کے مذہب میں حدیث کی پیروی زیادہ ہے۔ اور امام اعظم ابو حنیفہؓ کے مذہب کا مدار رائے اور اجتہاد پر ہے۔ سو یہ کلام محض غلط اور صریحاً نادانی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید فرقان حمید، احادیث رسول مقبول ﷺ اور اقوال صحابہ کبار کا جاننا اور یاد رکھنا اجتہاد میں شرط ہے۔ اور بغیر اس کے اجتہاد نہیں ہوسکتا۔ پس جس صورت میں امام ابو حنیفہؓ کا اجتہاد تمام مجتہدین کے اجتہاد پر مقدم اور سابق اور بہت علماء کرام و مجتہدین کے نزدیک ثابت اور تمام اُمت مسلمہ کا مقبول ہے تو پھر اس گمان فاسد کا کوئی محل نہیں (۱۴)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ مجھے آقائے نامدار مدنی

Marfat.com

تاجدار ﷺ نے بتلایا کہ مذہب حنفی میں ایک بہترین طریقہ ہے اور وہ بہت موافق ہے۔ اس طریقہ مسنونہ کے جو کہ مدوّن کیا گیا۔ بخاری اور اس کے اصحاب کے زمانہ میں (۱۵)۔

امام احمد رضا بریلویؒ فرماتے ہیں:

امام اعظم ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسف سردارانِ اہل کشف و مشاہدہ ہیں۔

شافعی، مالک، احمد امام حنیف
چار باغ امامت پہ لاکھوں سلام

"کل من علیھا فان" کے مصداق امام اعظم ابو حنیفہؒ اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔ لیکن اس عالم فانی سے رخصت ہوتے وقت کونین کی سب سے بڑی دولت اپنے گھر میں چھوڑ گئے یعنی اُن کی ذاتی ملکیت میں سے:

"نہ پایا لوگوں نے امام ابو حنیفہؒ کے گھر کچھ سوائے قرآن مجید فرقان حمید کے ایک نسخہ کے" (۱۷)

مؤرخ خطیب کے بقول دفن کے بعد بھی بیس یوم تک لوگ آپ کی نماز جنازہ پڑھتے رہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ خواص و عوام میں آپ کی کتنی مقبولیت تھی (۱۸)

علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکیؒ (المتوفی ۹۷۳ ہجری) اپنی کتاب "الخیرات الحسان" کی فصل پنتیس میں رقمطراز ہیں کہ

"ہمیشہ سے علماء اور اہل حاجت کا یہ طریقہ رہا کہ وہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کی قبر مبارک کی زیارت کرتے اور اُن کے وسیلے سے حاجت روائی چاہتے اور اس ذریعہ سے کامیابی کا اعتقاد رکھتے اور منہ مانگی مراد پاتے ہیں۔

امام شافعی جب بغداد شریف میں فروکش تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں امام

Marfat.com

اعظم ابو حنیفہؒ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور آپ کی قبر کی زیارت کرتا ہوں اور جب مجھے حاجت پیش آتی ہے تو میں دو رکعت نماز پڑھ کر آپ کی قبر مبارک کے پاس جا کر اللہ جل مجدہ سے دُعا کرتا ہوں تو میری حاجت فوراً پوری ہو جاتی ہے۔

حضرت امام شافعیؒ کے علم اور تقویٰ کے کیا کہنے ہیں۔ سبحان اللہ (۱۹)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ نے بارگاہ رسالت مابﷺ میں جو نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے۔ اس سے آپ کے عقیدہ کے مطابق سید عالمﷺ کے مالک و مختار نورِ مجسم حاجت روا، مشکل کشا، حاضر و ناظر، باعث تخلیق ارض و سماء، سید انبیاء شافع روز جزا اور تمام مخلوقات کے آقا و مولیٰ اور ملجاء و ماویٰ ہونے کی واضح دلیل ہے۔ اس قصیدۂ پاک کے ترپن اشعار ہیں۔ مولانا عبدالقیوم حقانی فاضل دیوبند مدرسہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (صوبہ سرحد) نے اپنی کتاب "امام اعظم ابو حنیفہ کے حیرت انگیز واقعات" کے صفحہ جات ۸۳، ۸۴ پر اس قصیدہ مبارکہ کے سولہ اشعار نقل فرمائے ہیں اور ترجمہ بھی پیش کیا ہے۔ اس کتاب کا پیش لفظ مولانا سمیع الحق اکوڑہ خٹک پشاور نے تحریر فرمایا ہے (۲۰)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مزار مبارک کی جگہ کو آج بھی "الاعظمیہ" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ (۲۱)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کی مسجد شریف میں آج بھی اذان کے بعد صلوۃ و سلام پڑھا جاتا ہے۔ (۲۲)

بیان کیا جاتا ہے کہ ابو جعفر منصور کے زمانے میں امام اعظم ابو حنیفہؒ سفیان ثوری، مسعر بن کرام اور شریح رضوان اللہ علیہم اجمعین جو جید اور نامور علماء تھے کو قاضی مقرر کرنے کی تجویز پیش ہوئی۔ چاروں کو بادشاہ کے دربار میں طلب کیا گیا۔ جب چاروں حضرات روانہ ہوئے تو حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا۔ میں چلتے چلتے تم میں سے ہر ایک کے بارے میں اپنی فراست سے بتاتا ہوں کہ وہ کیا کرے گا؟

Marfat.com

ما بعد فرمایا کہ میں تو کسی حیلے سے اپنے آپ کو عہدۂ قضاء سے بچا لوں گا۔ سفیان بھاگ جائیں گے۔ مسعر اپنے آپ کو دیوانہ ظاہر کر دیں گے اور شریح عہدۂ قضا قبول فرما لیں گے۔ چنانچہ حضرت سفیان راستے سے بھاگ گے۔ باقی تینوں حضرات منصور کے دربار پہنچے۔ اس نے پہلے پہل حضرت امام ابو حنیفہؒ سے عہدۂ قضا قبول کرنے کے لے کہا۔ آپ نے فرمایا: میں عربی النسل نہیں ہوں۔ میرا تعلق ان کے غلاموں کے خاندان سے ہے۔ دوسرے میں اس منصب کے لائق نہیں۔ اگر یہ بات درست ہے تو نا اہل کو یہ عہدہ نہیں دیا جاسکتا۔ اگر یہ جھوٹ ہے تو جھوٹا اس قابل نہیں کہ مسلمانوں کا قاضی بنے۔ اس طرح حضرت امام ابو حنیفہؒ بچ گئے۔ جب مسعر آگے بڑھے تو انہوں نے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کا حال احوال پوچھنے لگ گئے۔ بادشاہ نے کہا اسے باہر نکال دو۔ یہ تو دیوانہ ہے۔ پھر بادشاہ نے شریح سے کہا: تم یہ عہدہ سنبھال لو۔ اس نے کہا میرا دماغ کمزور ہے۔ اس پر منصور نے کہا کہ مقوی ادویات اور مناسب مشروبات وغیرہ سے اپنا علاج کرو۔ تمہارا دماغ طاقتور ہو جائے گا۔ چنانچہ قضا کا عہدہ ان کے سپرد ہو گیا (۲۳)۔

یہ واقعہ جس کا ذکر حضور داتا گنج بخشؒ نے اپنی تصنیف منیف کشف المحجوب جسے تصوف میں آئین کی حیثیت حاصل ہے میں کیا ہے۔ فرمایا: یہ واقعہ صحت ملامت پر قوی دلیل ہے۔ کیونکہ ان تینوں جید علماء نے حیلہ کر کے خلقِ خدا سے اپنی جان چھڑائی۔ لیکن آج کے دور کے اکثر علماء خواہش نفس کے پیروکار اور راہ حق سے دُور ہیں۔ ان کے لے امراء کے گھر قبلہ کی مانند ہیں۔ ویسے بھی درج بالا واقعہ سے آپ کا کمال دو صورت میں ظاہر ہے۔ ایک تو آپ کی پیش گوئی کی صداقت دوسرے اپنے آپ کو صحت و سلامتی پر اتنا قائم رکھا کہ جاہ و اعزاز خلقت کی پرواہ نہ کی۔ (۲۴)

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جب نوفل بن حیانؓ کا انتقال پر ملال

Marfat.com

ہوا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت ہے اور مخلوق حساب و کتاب کے مقام پر ہے۔ میں نے دیکھا کہ حضور سید یوم النشور ﷺ حوض کوثر کے کنارے جلوہ افروز ہیں اور آپ کے پاس بہت سے مشائخ کرام کھڑے ہیں۔ اُنہی میں ایک معمر بزرگ ہیں جو نہایت ہی خوبصورت اور جن کے سر کے بال سفید ہیں۔ انہوں نے اپنا رُخسار مبارک حضور ﷺ کے رُخِ انور پر رکھا ہوا ہے۔ اور ان کے برابر حضرت نوفل بن حیان کھڑے ہیں۔ انہوں نے مجھے دیکھتے ہی سلام عرض کیا۔ میں نے انہیں عرض کیا کہ مجھے پانی دیجئے۔ وہ فرمانے لگے کہ میں حضور تاجدار مدنی ﷺ سے اجازت حاصل کرلوں۔ آپ ﷺ نے انگلی مبارک سے پانی دینے کا اشارہ فرمایا۔ میں نے پانی پیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی پلایا۔ مگر پیالہ سے پانی کم نہ ہوا۔ میں نے حضرت نوفل بن حیان سے عرض کیا کہ یہ بزرگ سفید بالوں والے جو حضور سرور دو عالم ﷺ کے دائیں جانب کھڑے ہیں۔ کون ہیں؟ تو فرمایا یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور حضور پُر نور شافع یوم النشور ﷺ کے بائیں جانب جو کھڑے ہیں وہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں۔ اس طرح میں دریافت کرتا رہا اور اپنی انگلیوں پر گنتا رہا۔ حتیٰ کہ سولہ بزرگ ہستیوں کو میں نے گنا۔ جب نیند سے بیدار ہوا تو سولہ گرہ کی گنتی پر انگلی تھی۔(۲۵)

غرض کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کی پارسائی، تقویٰ، بزرگی اور عظمت اس کثرت سے مناقب ہیں کہ کشف المحجوب شریف جسے تصوف میں سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے اُن کی متحمل نہیں ہوسکتی۔(۲۶)

مسائل کے استنباط اور استخراج کے سلسلہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے سات اساسی اصول ہیں۔ ۱۔ قرآن مجید فرقان حمید ۲۔ رسول اکرم ﷺ کے اقوال و افعال و تقریرات ۳۔ حضرات صحابہؓ کا عمل اور اُن کے فتاویٰ ۴۔ اجماع

Marfat.com

یعنی اہل علم کا کسی دور میں کسی مسئلہ پر اتفاق کرلینا۔ ۵۔ قیاس یعنی کسی ایسے مسئلہ کا حکم جس کا بیان نہیں آیا ہے۔ کسی ایسے مسئلہ سے نکالنا جس کا حکم معلوم ہو۔ ۶۔ استحسان۔ علماء کرام نے فرمایا ہے قیاس کی ایک قسم جلی اور واضح ہے اور اس کا اثر ضعیف ہوتا ہے۔ اور دوسری قسم خفی اور غیر واضح ہے۔ لیکن اس کا اثر قوی ہوتا ہے۔ پہلی قسم کو قیاس کہتے ہیں اور دوسری قسم کو استحسان۔ ۷۔ وہ مروج طریقہ جس پر بندگان خدا کا تعامل ہو۔(۲۷)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ سے یہ بات متعدد طریقوں سے کثرت کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ پہلے قرآن مجید سے لیتے ہیں۔ اگر قرآن مجید میں حکم نہیں ملتا تو سنت نبی اکرم ﷺ سے لیتے ہیں اور سنت رسول مقبول ﷺ میں نہ ملا تو حضرات صحابہ کا قول لیتے ہیں اور اس قول کو لیتے ہیں جو قرآن مجید اور سنت رسول مقبول ﷺ کے زیادہ قریب ہو۔ اور اگر صحابہ کرام کا قول نہیں ملتا تو آپ تابعین کے قول کے پابند نہیں رہتے۔ بلکہ آپ بھی اجتہاد کرتے ہیں۔ جیسا کہ تابعین نے اجتہاد کیا ہے۔(۲۸)

حضرات ائمہ دین کے درجات اللہ تعالیٰ بڑھائے۔ ان حضرات نے جان سے، تن سے، مال سے دین مبین کی خدمت کی ہے۔ ان کے پیش نظر ارشاد نبی اکرم ﷺ "یسروا ولا تعسروا تھا" آسان بناؤ، مشکل نہ بناؤ۔ لہذا ان حضرات نے سہولت کی راہیں کھولیں اور ان حضرات کے اختلاف سے اُمت مسلمہ کو یہ فائدہ پہنچا کہ رحمت کی راہیں کھلیں حضرت عطارؒ نے اپنے پند نامہ میں کیا خوب کہا ہے۔

آں امامانے کہ کردند اجتہاد
رحمت حق بر روان جملہ باد
بو حنیفہ بُد امام با صفا

Marfat.com

آں چراغ اُستان مصطفیٰ
باد فضل حق قرین جان او
شاد باد ارواح شاگردان او
صاحبش بو یوسف قاضی شدہ
دُز محمد ذوالمنن راضی شدہ

آخر میں ارباب بست و کشاد محکمہ اوقاف پنجاب کا ممنون و متشکر ہوں کہ انہوں نے مجلس مذاکرہ میں مجھے موقع فراہم کیا تاکہ حضرت داتا گنج بخشؒ کی نگاہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کی عظمت و بزرگی کے بارے میں کشف المحجوب شریف کی روشنی میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں۔ کیونکہ اس تصنیف منیف کو تصوف اور صوفزم میں آئین کی حیثیت حاصل ہے۔

Sufism is the latest easiest, simplest, quickest and the most successful of all mystical systems in the world. It advocates full participations in the worldly affairs unlike other mystical disciplines which are characterised by world renunciation and asceticism.

حضرت داتا گنج بخشؒ کے دریائے فیض کو دیکھ کر بے ساختہ زبان پر یہ الفاظ جاری ہو جاتے ہیں اور ابد الاباد تک جاری رہیں گے۔

شاہ عالم فخر آدم قُطب جُملہ اولیاء
سید علی نسب فرزندِ خاص مصطفےٰ
سرِ حق۔ اسرار احمد نور پاک مرتضیٰ
مرحباؤ مرحباؤ مرحباؤ مرحبا

Marfat.com

ماخذ و مراجع

۱۔ علی بن عثمان الہجویری: کشف المحجوب اردو ترجمہ سید محمد احمد قادری لاہور ۱۹۹۲ء ص ۱۶، ۱۷

۲۔ امام اعظم ابو حنیفہ (سوانح بے بہائے) شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلی ۱۹۹۰ء ص ۳۸

۳۔ کشف المحجوب اردو ترجمہ محمد الطاف نیروی لاہور ۱۹۹۲ء تلخیص ص ۱۹۰، ۱۹۱۔

۴۔ ابوالحسن سید علی ہجویری کشف المحجوب اردو ترجمہ سید محمد فاروق القادری لاہور ۱۹۸۹ء ص ۲۲۷

۵۔ فیض الرسول اپریل مئی ۱۹۹۰ء بحوالہ الجواہر المضیۃ جلد ۲ ص ۴۷۲

۶۔ شاہ ابوالحسن زید فاروقی امام اعظم ابو حنیفہ (سوانح بے بہائے) دہلی ۱۹۹۰ء ص ۱۹

۷۔ مناقب الامام اعظم للموفق ۶۶/۲

۸۔ The Sufi Path (Series) Book "7" Lahore Pages "20 - 21"

۹۔ حضرت داتا گنج بخش حیات و تعلیمات لاہور ۱۹۸۲ء ص ۱۱

۱۰۔ حضرت داتا گنج بخش حیات و تعلیمات لاہور ۱۹۸۲ ص ۱۲ یا مکتوبات شریف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی دفتر دوم ص ۵۵ کراچی

۱۱۔ حضرت داتا گنج بخش حیات و تعلیمات لاہور ۱۹۸۲ء ص ۱۳

۱۲۔ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی نمبر ۵۵ حصہ ہفتم دفتر دوم ص ۳۲ تا ۳۴ کراچی

۱۳۔ حضرت داتا گنج بخش حیات و تعلیمات لاہور ۱۹۸۲ء ص ۱۳

۱۴۔ فیوض الحرمین ابو حنیفہ علیہ الرضوان محمد اعظم حنفی لاہور ۱۹۸۸ء ص ۲۴۔

۱۵۔ عقد الجید ابو حنیفہ علیہ الرضوان محمد اعظم حنفی لاہور ص ۲۴

۱۶۔ ابو حنیفہ علیہ الرضوان محمد اعظم حنفی لاہور ص ۲۴

Marfat.com

۲۰- عبدالقیوم حقانی امام اعظم ابو حنیفہ کے حیرت انگیز واقعات اکوڑہ خٹک پشاور ۱۹۸۸ء ص ۸۳، ۸۴

۲۱- حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ سے حضرت داتا گنج بخش کی عقیدت خلیل احمد رانا (مرتب کنندہ) لاہور ۱۹۹۴ء ص ۶

۲۲- محمد علی ظہوری سفر سعادت ماہنامہ منہاج القرآن شمارہ اکتوبر ۱۹۸۸ء ص ۲۸۸-۲۲۹

۲۳- علی بن عثمان الہجویری کشف المحجوب اردو ترجمہ سید محمد فاروق قادری لاہور ۱۹۸۹ء ص ۲۲۷

۲۴- ایضاً، ص ۲۲۹

۲۵- علی بن عثمان الہجویری کشف المحجوب اردو ترجمہ سید محمد احمد قادری لاہور ۱۹۹۲ء ص ۲۱۵

۲۶- خلیل احمد رانا (مرتب کنندہ) حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سے حضرت داتا گنج بخشؒ کی عقیدت لاہور ۱۹۹۴ء ص ۱۲

۲۷- علامہ ابن حجر الخیرات الحسان فصل گیارہ

۲۸- امام اعظم ابو حنیفہ (سوانح بے بہائے) شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلی ۱۹۹۰ء ص ۱۱۲

۲۹- امام اعظم ابو حنیفہ (سوانح بے بہائے) شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلی ۱۹۹۰ء ص ۵۲

۳۰- The Sufi Path (Series) Book III Lahore P - "6"

Marfat.com

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی

اولین کتب تصوف میں کشف المحجوب کا مقام

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم الامین و علی آله و اصحابه و اولیاء امته و علماء ملته اجمعین.

جناب صدر گرامی قدر و معزز حاضرین۔ السلام علیکم

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے تصوف کے بارے میں مختصر سی گفتگو کی جائے۔ کہ تصوف کیا ہے؟ اور اس کا مقصد کیا ہے؟ اور صوفیاء کرام کے اصول و قواعد کیا ہیں؟ پھر یہ معلوم کیا جائے کہ تصوف پر لکھی جانے والی ابتدائی اور بنیادی تصانیف کونسی ہیں؟ اس کے بعد دیکھا جائے کہ سید الاولیاء و سند الاصفیاء حضرت داتا گنج بخش سید علی بن عثمان ہجویری قدس سرہ العزیز (م ۴۶۵ھ) کی زندۂ جاوید تصنیف لطیف کشف المحجوب کا تصوف کی ان اولین تصانیف میں کیا مقام ہے؟

حضرت سید علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مرتعش رحمہ اللہ نے فرمایا تصوف اچھے اخلاق کا نام ہے۔

اور اچھے اخلاق تین قسم کے ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے احکام بجا لانے میں کسی قسم کی ریاکاری اور دکھلاوا نہ ہو اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے فرائض اور حقوق ادا کئے جائیں۔

۲۔ مخلوق خدا سے اچھی طرح پیش آئے، بڑوں کی عزت کرے، چھوٹوں پر رحم کرے، ہر معاملہ میں انصاف پسند ہو اور ان معاملات میں کسی قسم کا معاوضہ حاصل

Marfat.com

کرنا مقصود نہ ہو۔

۴۔ اپنے آپ کو ہر قسم کی شیطانی اور نفسانی خواہشات اور حرص سے پاک صاف رکھے(۱) حضرت جنید بغدادی کے معاصر حضرت ابوالعباس احمد بن محمد الادمی (م ۳۰۹ھ) فرماتے ہیں:

جس نے اپنے اوپر آدابِ شریعت لازم کرلئے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو معرفت کے نور سے منور فرما دے گا، اور حبیب کریم ﷺ کے احکام، افعال اور اخلاق کی پیروی سے کوئی مقام افضل نہیں ہے(۲) حضرت محبوب سبحانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

تو اپنے رب کے غیر کا وجود نہ دیکھ، شریعت کی حدوں کو لازم پکڑ، اوامر و نواہی کی حفاظت کر، اگر تیرے اندر شریعت کی حدود میں سے کسی حد میں خلل واقع ہوا تو جان لے کہ تو فتنے میں واقع ہو چکا ہے، تو شیطان کا کھلونا بن چکا ہے، تو شریعت کے حکم کی طرف لوٹ آ، اسے لازم پکڑ لے اور اپنی خواہشات کو ترک کر دے، کیونکہ ہر وہ حقیقت باطل ہے جس کے حق میں شریعت گواہی نہ دے۔(۳)

امام ربانی مجدد الفِ ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

آدمی کے دائمی نجات حاصل کرنے کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں۔

(۱) علم (۲) عمل (۳) اخلاص

علم کی دو قسمیں ہیں، ایک علم وہ ہے جس کا مقصود عمل ہے، اس کی تفصیل علم فقہ میں ہے، دوسرا علم وہ ہے جس کا مقصد صرف اعتقاد اور دلی یقین ہے، اس کی تفصیلات نجات پانے والی جماعت اہل سنت و جماعت کی درست آراء کے مطابق علم کلام (و عقائد) میں بیان کی گئی ہیں، ان بزرگوں کی پیروی

Marfat.com

کے بغیر نجات کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اگر بال برابر بھی مخالفت ہو تو خطرہ ہی خطرہ ہے، یہ بات صحیح کشف اور صریح الہام کے ساتھ حد یقین تک پہنچ چکی ہے، اس میں غلطی کا احتمال تک نہیں ہے۔

مختصر یہ کہ علم و عمل شریعت سے حاصل ہے، اور علم و عمل کی روح یعنی اخلاص کا حاصل کرنا صوفیاء کرام کے راستے کو طے کرنے سے وابستہ ہے، جب تک سیر الی اللہ مکمل نہ ہو، اور سیر فی اللہ نہ پائی جائے اس وقت تک انسان اخلاص کی حقیقت سے دور ہے۔(۴)

ایک دوسرے مکتوب میں شریعت، طریقت اور حقیقت کا باہمی تعلق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> باطن، ظاہر کو مکمل کرنے والا ہے، ان میں بال برابر آپس میں مخالفت نہیں ہے، مثلاً زبان سے جھوٹ نہ بولنا شریعت ہے، اور دل سے جھوٹ کے تصور کی نفی کرنا طریقت اور حقیقت ہے، یہ نفی اگر تکلف اور کوشش سے ہے تو یہ طریقت ہے اور اگر تکلف کے بغیر ہے تو یہ حقیقت ہے، اس سے واضح ہوگیا کہ باطن یعنی طریقت اور حقیقت، ظاہر یعنی شریعت کو پایہ تکمیل تک پہنچانے والا ہے(۵)

امام احمد رضا بریلویؒ طریقت کو شریعت سے جُدا قرار دینے والوں کا شدید محاسبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے، شریعت ہی کے اتباع کا صدقہ ہے، ورنہ بے اتباعِ شرع بڑے بڑے کشف راہبوں، جوگیوں، سناسیوں کو ہوتے ہیں، پھر وہ کہاں تک لے جاتے ہیں؟ اسی نارِ جحیم اور عذابِ الیم تک پہنچاتے ہیں۔۔۔۔

Marfat.com

شریعت وہ منبع ہے کہ اس سے نکلے ہوئے دریا یعنی طریقت کو ہر آن اس کی احتیاج ہے، اس کا تعلق ٹوٹے تو یہی نہیں کہ صرف آئندہ کے لئے مدد موقوف ہو جائے، فی الحال جتنا پانی آچکا ہے چند روز تک پینے، نہانے، کھیتیاں، باغات سینچنے کا کام دے، نہیں نہیں! منبع سے تعلق ٹوٹتے ہی یہ دریا فوراً فنا ہو جائے گا، بوند تو بوند نم کا نام نظر نہ آئے گا، نہیں نہیں۔ میں نے غلطی کی، کاش اتنا ہی ہوتا کہ دریا سوکھ گیا، پانی معدوم ہوا، باغ سوکھے، کھیت مرجھائے، آدمی پیاسے تڑپ رہے ہیں، ہرگز نہیں! بلکہ یہاں اس مبارک منبع سے تعلق چھوٹتے ہی یہ تمام دریا والبحر المسجور (سلگائے ہوئے سمندر) ہو کر شعلہ فشاں آگ ہو جاتا ہے، جس کے شعلوں سے کہیں پناہ نہیں، پھر کاش وہ شعلے ظاہری آنکھوں سے سوجھتے تو جو تعلق توڑنے والے جلے، خاک سیاہ ہوئے تھے، اتنے ہی جل کر باقی بچ جاتے کہ ان کا یہ بد انجام دیکھ کر عبرت پاتے، مگر نہیں وہ تو نارُ اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ ہے اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ کہ دلوں پر چڑھتی ہے، اندر سے دل جل گئے، ایمان خاک سیاہ ہوا، اور ظاہر میں وہی پانی نظر آرہا ہے، دیکھنے میں دریا اور باطن میں آگ کا دھرا، آہ آہ آہ! کہ اس پردے نے لاکھوں کو ہلاک کیا(۶)

ان تصریحات سے واضح ہو گیا کہ تصوف کا مقصد صحیح عقائد اور اعمال کے حامل افراد کو اخلاق، اخلاص اور للّٰہیت میں اسلام کے مثالی انسان بنانا ہے، ظاہر ہے کہ دین کا معمولی شعور اور درد رکھنے والا کوئی بھی انسان اس مقصد سے اختلاف نہیں کرسکتا۔

تصوف کی بنیادی کتابیں

تصوف کا اصل منبع و مأخذ قرآن پاک اور حدیث شریف ہے اس کے بعد صحابہ کرامؓ، اہل بیت عظامؑ اور اہل سنت بزرگانِ دین ہیں جن کے اقوال و اعمالِ صالحہ، اخلاقِ عالیہ اور اخلاص سے صوفیاء کرام نے راہنمائی حاصل کی، سب سے پہلے

Marfat.com

بزرگ جنہیں صوفی کا لقب دیا گیا ابو ہاشم کوفی (م ۱۶۰ھ) ہیں، صوفیاء کرام نے وقت کی ضرورت کا ادراک کرتے ہوئے تعلیمات تصوف پر مبنی تصانیف کا سلسلہ شروع کر دیا، سب سے پہلے حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے شاگرد حضرت عبداللہ بن مبارک (م ۱۸۱ھ) نے کتاب لکھی جس میں زہد کی فضیلت کی احادیث کا ذخیرہ جمع کر دیا، ان کے بعد امام ابو عبداللہ حارث بن اسد محاربی (م ۲۴۳ھ) نے کتاب "الخلوۃ والتنقل فی العبادۃ اور الرعایۃ لحقوق اللہ" لکھی لیکن یہ کتابیں خاص موضوعات پر لکھی گئی تھیں۔

اس کے بعد یہ سلسلہ چل نکلا اور تصوف پر ان گنت کتابیں لکھی گئیں تاہم ان میں سے چار کتابوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

۱۔ کتاب اللمع فی التصوف: از ابو نصر عبداللہ بن علی سراج طوسی (م ۳۷۸ھ)

۲۔ التعرف لمذھب اھل التصوف: از ابوبکر بن ابو اسحاق محمد بن ابراہیم بن یعقوب بخاری کلاباذی (م ۳۸۰ھ)

۳۔ قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب ووصف طریق المرید الی مقام التوحید: از امام ابو طالب محمد بن علی بن عطیہ مکی حارثی (م ۳۸۶ھ)

۴۔ الرسالۃ القشیریہ: از امام ابو القاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری (م ۴۶۵ھ)(۷)

تصوف کی یہ چاروں بنیادی کتابیں عربی میں لکھی گئیں اور ان میں احکام شرعیہ اور مسلک اہل سنت کو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا۔ پہلی تین کتابوں کے مصنف آپس میں ہم عصر اور ہم خیال ہیں۔

اوّلین کتب تصوف میں کشف المحجوب کا مقام

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہٗ نہ صرف علوم دینیہ کے متبحر فاضل تھے بلکہ شریعت و طریقت کے امام بھی تھے، وہ صاحب حال بھی تھے اور

Marfat.com

صاحب قال اور صاحب قلم بھی تھے، لاہور میں ان کا مزار شریف منبع انوار اور مرجع خلائق ہے آپ کے زمانۂ مبارک کے بعد شاید ہی کوئی صاحب کمال ولی ایسا ہو جو لاہور آیا ہو اور آپ کی بارگاہ میں حاضر نہ ہوا ہو۔

آپ ہی کے حوالے سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے لاہور کو قطب ارشاد کی مثل قرار دیا ہے، فرماتے ہیں:

> فقیر کے نزدیک یہ شہر ہندوستان کے دوسرے شہروں کی نسبت قطب ارشاد کی طرح ہے اس شہر کی خیر و برکت ہندوستان کے تمام شہروں میں جاری و ساری ہے۔(۸)

حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ العزیزؒ کی تصانیف عالیہ میں سے صرف کشف المحجوب دستیاب ہے یہ فارسی زبان میں تصوف کی پہلی کتاب ہے اس لافانی کتاب میں اسلامی تعلیمات بڑے دلکش انداز میں پیش کی گئی ہیں، جن سے عوام و خواص اپنی اپنی استطاعت کے مطابق فیض یاب ہوتے ہیں۔

حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہیٰ دہلوی فرماتے ہیں:

> کشف المحجوب حضرت علی ہجویری قدس سرہؒ کی تصنیف ہے اگر کسی کا مرشد نہ ہو تو اسے اس کتاب کے مطالعہ سے مل جائے گا"(۹)

اس سے پہلے تصوف کی بنیادی چار کتابوں کا تذکرہ کیا جا چکا ہے، اس میں شک نہیں کہ ان میں سے ہر ایک اپنے موضوع پر جامع اور شاندار کتاب ہے اور اس میں بھی شبہ نہیں کہ انہیں سبقت زمانی حاصل ہے تاہم کشف المحجوب کی کچھ امتیازی خصوصیات ہیں جو اسی کا حصہ ہیں، سطور ذیل میں انہی خصوصیات کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔

کتاب اللمع اور کشف المحجوب

۱۔ کتاب اللمع اس دور کی تصنیف ہے جب علماء ظاہر اور علماء باطن میں کشمکش

Marfat.com

اپنے عروج پر تھی اس لئے حضرت سراج طوسی نے زیادہ توجہ ان امور کے بیان کرنے پر صرف کی جو حضرات صوفیاء اور علماء ظاہر کے درمیان مشترک تھے اس لئے وہ فن تصوف کے مسائل کی طرف اتنی توجہ نہ دے سکے جس قدر کہ حضرت داتا گنج بخشؒ نے دی ہے۔

۲۔ حضرت سراج قدس سرہ نے صوفیاء کرام کے احوال و مقامات کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے جبکہ حضرت داتا گنج بخشؒ قدس سرہٗ نے نہ صرف یہ کہ ان میں اضافہ کیا بلکہ مشائخ طریقت کے ارشادات اور ان کی حکایات بیان کرکے مسائل تصوف کو عام فہم بنا دیا ہے۔ پھر ذاتی واردات اور آپ بیتی کو اس طرح بیان کیا ہے کہ قاری کی دلچسپی نقطۂ عروج کو چھونے لگتی ہے۔

۳۔ کتاب اللمع حضرت داتا صاحبؒ کے سامنے تھی اس کے علاوہ دوسری بہت سی کتابیں ان کی نظر سے گزر چکی تھیں سینکڑوں مشائخ سے براہ راست اکتساب فیض کیا تھا، لازمی بات ہے کہ مطالعہ اور مشاہدہ کی وسعت کا تصنیف پر بھی اثر پڑے گا۔

حضرت سراجؒ نے مقام فقر پر گفتگو کرتے ہوئے ایک آیت اور آٹھ مشائخ کے اقوال پیش کئے جبکہ داتا گنج بخشؒ نے نو آیات، تین احادیث اور مشائخ کے تیرہ اقوال پیش کئے۔ حضرت سراجؒ نے یہ مضمون دو صفحوں میں سمیٹ دیا جبکہ حضرت داتا صاحبؒ نے اسے آٹھ صفحات پر پھیلا دیا۔

۴۔ حضرت سراجؒ کے مخاطب علماء اور صوفیاء تھے اس لئے انہوں نے اختصار سے کام لیا، حضرت داتا صاحبؒ کا روئے سخن عوام کی طرف ہے، اس لئے آپ نے تفصیلی گفتگو فرمائی ہے۔

۵۔ کتاب اللمع فن تصوف کی درسی کتاب معلوم ہوتی ہے، جس سے اہل علم ہی پوری طرح مستفید ہو سکتے ہیں کشف المحجوب ایک فنی کتاب ہونے کے ساتھ وعظ و اصلاح کا رنگ بھی لئے ہوئے ہے، اس لئے اس سے علماء اور عوام پوری دلچسپی

Marfat.com

کے ساتھ مستفید ہوسکتے ہیں۔

التعرف اور کشف المحجوب

تصوف کی بنیادی کتابوں میں دوسری کتاب "التعرف لمذھب اھل التصوف" ہے۔ جس کے بارے میں اولیاء کرام فرماتے ہیں:

لولا التعرف لما عرف التصوف

اگر کتاب تعرف نہ ہوتی تو تصوف کو معرفت حاصل نہ ہوتی۔

یہ کتاب پچھتر ابواب پر مشتمل ہے کتاب اللمع اور التعرف کی تصنیف کا دور چونکہ ایک ہی ہے اس لئے دونوں کا پس منظر اور مقصد ایک جیسا ہے۔ صورت حال یہ تھی کہ صاحب علم اور صاحب حال صوفیاء کرام رحلت فرما گئے، ان کے بعد تصوف برائے نام رہ گیا، صوفیاء کی مسندوں پر وہ لوگ مسلط ہوگئے جو علم اور اخلاص سے عاری تھے، بقول اقبالؒ یہ حال ہوگیا کہ

ہے زاغوں کے تصرف میں عقابوں کا نشیمن

نتیجہ یہ نکلا کہ عوام اور علماء ظاہر، تصوف اور صوفیاء سے متنفر ہوگئے، ان حالات میں حضرت کلاباذیؒ نے "التعرف" لکھ کر حقیقی تصوف کی ترجمانی کی، صوفیاء کرام کے افکار و کردار کا صحیح آئینہ پیش کیا اور بے شمار افراد کو راہ راست سے روشناس کرایا اور باور کرایا کہ تصوف شریعت مبارکہ کے کڑے معیار پر پورا اترتا ہے، بے شک امت مسلمہ پر ان کا بہت بڑا احسان ہے۔

"کشف المحجوب" اور "التعرف" کے انداز میں بہت حد تک مماثلت پائی جاتی ہے، تاہم "التعرف" میں بہت اختصار سے کام لیا گیا ہے، لیکن کشف المحجوب میں ہر مسئلے کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، مثلاً دوسرے باب میں حضرت کلاباذیؒ نے چند اکابر مشائخ کے نام گنوا دینے پر اکتفا کیا ہے، حضرت سید علی ہجویریؒ نے بہت حد تک ان حضرات کے تفصیلی حالات تحریر کئے ہیں۔

Marfat.com

التعرف میں مشاہیر صوفیاء کرام کے اقوال بیان کر دینے پر اکتفا کیا گیا ہے جبکہ کشف المحجوب میں بزرگانِ دین کے ارشادات کے ساتھ ذاتی تجربات اور مشاہدات بھی قلم بند کئے گئے ہیں، بعض لوگوں کے نظریات بیان کر کے ان پر نقد و جرح بھی کرتے ہیں، پھر اپنا فیصلہ اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ قاری کے لئے سوائے تسلیم کے چارہ نہیں رہ جاتا۔

التعرف میں مصنف کا مطمع نظر صوفیاء کرام اور علماء ظاہر کے درمیان پائی جانے والی خلیج کو کم کرنا، حقائق تصوف اور شریعت مبارکہ کی باہمی مطابقت کو اُجاگر کرنا ہے، اس لئے حضرت کلاباذیؒ نے پورا زور انہی مقاصد پر صرف کر دیا ہے۔ نتیجتاً یہ کتاب تصوف کی ایک فنی اور بنیادی کتاب بن گئی اور اس نے صدیوں تک اہل علم کی فکر و نظر میں انقلاب برپا کیا، کشف المحجوب میں تبلیغی اور اصلاحی رنگ غالب ہے، یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرشد کامل تمام تر شفقت اور محبت سے اسرار شریعت اور معارف تصوف اپنے مخلص مرید کے دل و دماغ میں نقش کر رہا ہے، اور مرید اپنے شیخ کے الطاف کریمانہ کے سحر میں اس طرح کھو جاتا ہے کہ اس میں سرتابی کی ہمت ہی نہیں رہ جاتی۔

قوت القلوب اور کشف المحجوب

تصوف کے بنیادی مآخذ میں قوت القلوب تیسری کتاب ہے، یہ اڑتالیس فصلوں پر مشتمل ہے، اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مصنف حضرت ابو طالب مکیؒ بیک وقت فقیہ بھی ہیں اور صوفی بھی، لیکن فقاہت کا ان پر غلبہ ہے، یہی رنگ ان کی تصنیف میں بھی پایا جاتا ہے، کتاب کی ترتیب میں بھی فقہاء کا انداز اختیار کیا گیا ہے۔

قوت القلوب کا دارومدار روایت پر ہے، کشف المحجوب روایت و درایت کا حسین مجموعہ ہے اس لئے اس میں اپیل زیادہ ہے۔

Marfat.com

قوت القلوب میں بزرگان دین کے اقوال نقل کر دینے پر اکتفا کیا گیا ہے، جبکہ کشف المحجوب میں مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد ان پر محاکمہ بھی کیا جاتا ہے، اس طرح قاری آسانی سے فیصلہ کن نتیجے تک پہنچ جاتا ہے۔

قوت القلوب میں کئی جگہ انتہائی اختصار سے کام لیا گیا ہے، کشف المحجوب میں نہ صرف ہر جگہ تفصیلی گفتگو کی گئی ہے بلکہ قاری ذہنی طور پر مصنف کو اتنا قریب محسوس کرتا ہے جیسے مصنف اس کے سامنے بیٹھ کر نہایت حکیمانہ انداز میں ایک ایک مسئلہ اس کے دل و دماغ میں اتار رہے ہوں۔(۱۰)

رسالہ قشیریہ اور کشف المحجوب

تصوف کی بنیادی کتابوں میں سے چوتھی کتاب رسالہ قشیریہ ہے، اس کے مصنف حضرت امام ابو القاسم عبدالکریم قشیریؒ (م ۴۶۵ھ) حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویریؒ کے ہم عصر ہیں، امام قشیری اگرچہ سیدنا علی ہجویریؒ کے استاد نہیں ہیں تاہم داتا صاحبؒ نے اُن سے ملاقات کی تھی اور کشف المحجوب میں ان کی علمی اور روحانی فضیلت کا اعتراف بھی کیا ہے، کشف المحجوب کی تصنیف کے وقت رسالہ قشیریہ بھی ان کے پیش نظر تھا۔

تصوف کے موضوع پر یہ دونوں کتابیں اپنی اپنی جگہ انتہائی اہم ہیں، ان میں فرق معلوم کرنے کے لئے چند آراء لائق توجہ ہیں۔

بزرگ محقق ڈاکٹر پیر محمد حسن، رسالہ قشیریہ کے ترجمہ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

> ہجویریؒ نے اس کتاب (کشف المحجوب) میں قشیری کے رسالہ کا تتبع کیا ہے اور بعض ایسے امور سے بحث کی ہے جن کا رسالہ میں کوئی ذکر نہیں ہے۔(۱۱)

جب دو کتابیں ایک ہی موضوع پر لکھی گئی ہوں اور متاخر مصنف کے سامنے پہلے لکھی ہوئی تصنیف بھی موجود ہو تو مواد اور مسائل کا مشترک ہو جانا کوئی

Marfat.com

عجیب بات نہیں ہے۔ لیکن کشف المحجوب کا مصحح اور مقدمہ نگار روسی محقق ژوکو فسکی اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ کشف المحجوب میں رسالہ قشیریہ کی پیروی کی گئی ہے۔ ژوکوفسکی لکھتا ہے:

"رسالہ قشیریہ فی علم التصوف تصنیف امام عالم ابو القاسم عبدالکریم ہوازن قشیریؒ اور ہجویریؒ جلابیؒ غزنویؒ کی کشف المحجوب پہلی عربی میں اور دوسری فارسی میں ہے، یہ دونوں کتابیں تصوف کی ابتدائی کتب میں سے ہیں اور دونوں پانچویں صدی ہجری کے وسط میں لکھی گئی ہیں، موضوع ایک ہونے کے باوجود ان دو بہترین تصانیف میں نہ تو مسائل کی کیفیت اور تعداد میں اشتراک ہے اور نہ ہی بیان کردہ مطالب کی تفسیر و تعبیر میں یکسانیت ہے، ہاں البتہ بعض فنی اصطلاحات میں کبھی کبھی کسی حد تک مشابہت دیکھنے میں آتی ہے(۱۲) (ترجمہ از فارسی)

عبدالماجد دریابادیؒ ان دونوں کا فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس کتاب کے تقریباً ہم عمر امام ابو القاسم قشیریؒ کا عربی رسالہ قشیریہ ہے، موضوع اس کا بھی تصوف ہے، دونوں کے طرزِ تصنیف میں فرق یہ ہے کہ امام موصوف نے زیادہ تر متقدمین کے اقوال و حکایات کے نقل کر دینے پر اکتفا کیا ہے، بہ خلاف اس کے مخدوم ہجویریؒ ایک محققانہ مجتہدانہ انداز سے اپنے ذاتی تجربات، مکاشفات، واردات، مجاہدات وغیرہ بھی قلم بند کرتے جاتے ہیں اور مباحث سلوک پر ردّ و قدح کرنے میں تامل نہیں کرتے، اس لئے ان کی کتاب کی

Marfat.com

محض ایک مجموعہ روایات و حکایات کی نہیں بلکہ ایک
مستند محققانہ تصنیف کی ہے(۱۳)

کتاب اللمع، التعرف، قوت القلوب اور رسالہ قشیریہ کی نسبت کشف المحجوب کے امتیازی مقام کا ذکر کرنے کا یہ مقصد نہیں ہے کہ اول الذکر کتابوں کی اہمیت کا انکار کیا جائے یا انہیں کمتر دکھایا جائے، کیونکہ یہ چاروں کتابیں نہ صرف تصوف کی بنیادی کتابیں ہیں بلکہ کشف المحجوب سے پہلے لکھی گئی ہیں۔ حضرت سید علی ہجویریؒ کے پیش نظر ان کے علاوہ دوسری بہت سی کتابیں تھیں، ظاہر ہے ان جیسے عارف، کامل اور وسیع النظر محقق کے قلم سے نکلی ہوئی شاہکار کتاب ضرور امتیازی شان اور خصوصیات کی حامل ہوگی۔

حوالہ جات

(۱) علی ہجویری، سید امام الاولیاء: کشف المحجوب ترجمہ علامہ ابوالحسنات ص ۱۳۶

(۲) عبدالکریم قشیریؒ امام ابوالقاسم: رسالہ قشیریہ (طبع مصر) ص ۲۵

(۳) عبدالوہاب شعرانی، امام: لواقح الانوار (طبع مصر) ج ا ص ۱۳۱

(۴) احمد سرہندی، امام ربانی شیخ: مکتوبات امام ربانی فارسی، دفتر اوّل حصہ دوم ص ۳۸-۴۱ (۵) ایضاً مکتوبات فارسی دفتر اوّل حصہ دوم ص ۷۳

(۶) احمد رضا بریلویؒ، امام: مقال عرفاء باعزاز شرع و علماء (طبع کراچی) ص ۱۹

(۷) محمد حسن، ڈاکٹر پیر: حقیقت تصوف، ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور (مئی ۱۹۹۵ء) ص ۶۳ (۸) احمد سرہندی، امام ربانی شیخ: مکتوبات فارسی دفتر اوّل حصہ دوم ص ۴۷

(۹) صباح الدین عبدالرحمن، سید: بزم صوفیہ (طبع اعظم گڑھ) ص ۱۰

(۱۰) کتاب اللمع، التعرف، قوت القلوب اور کشف المحجوب کی باہمی مناسبت پر گفتگو علامہ سید محمد متین ہاشمی کی تالیف سید ہجویر سے مستفاد ہے ۱۲ شرف قادری

(۱۱) محمد حسن، ڈاکٹر پیر: مقدمہ اردو ترجمہ رسالہ قشیریہ (طبع اسلام آباد) ص ۳۹

(۱۲) ژوکوفسکی: مقدمہ کشف المحجوب، طبع تہران ص ۵۷

(۱۳) عبدالماجد دریا بادی: تصوف اسلام طبع سوم ص ۵۳-۵۴

Marfat.com

Marfat.com

شائع کردہ

شعبۂ تعلقات عامہ

محکمہ اوقاف حکومت پنجاب

لاہور

مجلسِ مذاکرہ بسلسلہ ۹۵۱ ویں سالانہ عرس مبارک حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ منعقدہ ۱۵ صفر المظفر ۱۴۱۶ھ / جولائی ۱۹۹۵ء کے موقع پر اعزازی تقسیم کے لیے۔

کمبائن پرنٹرز۔ لاہور

Marfat.com

شائع کردہ

شعبۂ تعلقات عامہ
محکمہ اوقاف حکومت پنجاب
لاہور

مجلسِ مذاکرہ بسلسلہ ۹۵۱ ویں سالانہ عرس مبارک حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ منعقدہ ۱۵ صفر المظفر ۱۴۱۶ھ / جولائی ۱۹۹۵ء کے موقع پر اعزازی تقسیم کے لیے۔

کمبائن پرنٹرز۔ لاہور

Marfat.com